جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان

نومبر
2004ء

علمی دینی اور اصلاحی مجلہ

انوارِ مدینہ
لاہور

اللہ رے یہ وسعتِ آثارِ مدینہ
عالم میں ہیں پھیلے ہوئے انوارِ مدینہ
نفیس

بیاد
عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ
بانی جامعہ مدنیہ جدید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماھنامہ

انوار مدینہ

جلد : ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ - نومبر ۲۰۰۴ء شمارہ : ۱۱

مدیرِ اعلیٰ

سیّد محمود میاں

مہتمم جامعہ مدنیہ (جدید) رائیونڈ روڈ لاہور

بدلِ اشتراک	ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے
پاکستان فی پرچہ ۱۳ روپے .... سالانہ ۱۵۰ روپے	دفتر ماہنامہ "انوار مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، دبئی .... سالانہ ۵۰ ریال	فون نمبرات
بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ ۶ امریکی ڈالر	جامعہ مدنیہ جدید : 092 - 42 - 5330311
امریکہ، افریقہ .... سالانہ ۱۶ ڈالر	خانقاہ حامدیہ : 092 - 42 - 5330310
برطانیہ .... سالانہ ۲۰ ڈالر	فون/فیکس : 092 - 42 - 7703662
جامعہ مدنیہ جدید کا ای میل ایڈریس	رہائش "بیت الحمد" : 092 - 42 - 7726702
E-mail: jmj786_56@hotmail.com	موبائل : 092- 333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ "انوار مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرف آغاز		۳
درس حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۶
صدقہ فطر کے احکام	حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحبؒ	۱۱
حضرت حاجی سید محمد عابد صاحبؒ	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۵
جامعہ مدنیہ جدید میں ایک پُر وقار تقریب		۲۵
حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹیؒ	جناب مولانا مشتاق احمد صاحب	۳۶
دعاء کی افادیت واہمیت	حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحبؒ	۵۲
قادیانیت	مولانا شاہ عالم صاحب گورکھپوری	۵۵
دہشت گرد کون؟ غدار کون؟		۵۸
دینی مسائل		۵۹
عالمی خبریں		۶۱
اخبار الجامعہ		۶۲
تنقید وتقریظ		۶۳

❁❁❁

جامعہ مدنیہ جدید کا ای میل ایڈریس

jmj786_56@hotmail.com

❁❁❁

O اس دائرے میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ ماہ..................
سے آپ کی مدتِ خریداری ختم ہوگئی ہے، آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ
..................روپے ارسال فرمائیں۔

❁❁❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد !

چند برسوں سے ملک بھر بالخصوص کراچی میں حق کی علامت علماء دیو بند کو ظالمانہ طور پر قتل کرنے کا سلسلہ نہایت خفیہ اور منظم انداز سے جاری ہے حکومت کی یقین دہانیوں کے باوجود ان میں سے کسی کے قاتل تا حال گرفتار نہیں کیے جاسکے ہیں۔ حال ہی میں گزشتہ ماہ کی ۹ رتاریخ کو کراچی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ اور اقراء روضۃ الاطفال کے روح رواں مولانا مفتی محمد جمیل خان صاحب ؒ اور ان کے ساتھی مبلغ ختم نبوت مولانا نذیر احمد صاحب تونسوی ؒ کو نماز مغرب کے لیے جاتے ہوئے نامعلوم دہشت گردوں نے شہید کر دیا، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ۔

مفتی صاحب کا قتل ناحق عالمی سازش کا حصہ ہے جس کے مرکزی کردار امریکہ برطانیہ اور اسرائیل ہیں جبکہ قادیانی تحریک ان سازشوں میں خصوصی آلہ کار اور مددگار ہے یہ ظالمانہ قتل اس قدر منظم اور خفیہ انداز میں ہوتے ہیں کہ ان کے قاتلوں کا کچھ پتہ نہیں چلتا دوسری طرف ان کے قاتلوں کی گرفتاری میں حکومتی سرد مہری نے نا صرف قاتلوں کو ایک درجہ کا تحفظ فراہم کر دیا بلکہ آئندہ کے لیے اس قسم کے حادثات کے مرتکب مجرموں کو مزید شیر بھی کر دیا ہے۔ حکومت کا یہ طرزِ عمل مستقبل میں خود حکومت کے لیے بہت سی پیچیدگیاں پیدا کر سکتا ہے۔

اکتوبر کی بالکل ابتدائی تاریخوں کی بات ہے کہ ہمارے ایک دوست کا انگلینڈ سے فون آیا وہ کہنے لگے کہ آج ہمارے وزیرِ اعظم ٹونی بلیئر نے وہ بات بالکل کھل کر کہہ دی ہے جو اس سے پہلے وہ گول مول انداز میں کہا کرتا تھا انہوں نے بتلایا کہ آج انھوں نے اپنی پارٹی کے اہم اجلاس میں پارٹی ممبران سے خطاب کرتے ہوئے اپنے پالیسی بیان میں یہ

کہا کہ "پاکستان کے دینی مدارس اور سعودی عرب کے وہابی (پختہ مذہبی) ہمارا اصل مدمقابل ہیں اور ہم ان کے وجود کو ہرگز برداشت نہیں کریں گے یہ ایک طویل لڑائی ہے جس کے لیے برطانیہ کے عوام کو تیار رہنا چاہیے"۔

اسلام کے دُشمن ٹونی بلیئر کا یہ بیان درحقیقت اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام اگر آج کہیں اپنی اصل شکل میں زندہ ہے تو وہ دینی مدارس میں زندہ ہے اور ان کی خدمات کی وجہ سے زندہ ہے اور عالم کفر کو اگر کسی چیز سے خطرہ ہوسکتا ہے تو وہ دینی مدارس ہی سے ہوسکتا ہے کیونکہ مسلمانوں کی اپنے مذہب سے وابستگی اور فریفتگی اگر کسی درجہ میں موجود ہے تو وہ انہی مدارس کی وجہ سے ہے جہاں پر مسلمانوں کو قرآن اور حدیث کی تعلیم دی جاتی ہے جس کے نتیجہ میں ان کو اپنے مذہب سے لگاؤ پیدا ہو جاتا ہے اور اس کے لیے ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں اس لیے مدارس کو بے اثر کرنے کی بہت سی تدبیروں میں ناکامی کے بعد اب وہ اِن بزدلانہ کارروائیوں پر اُتر آئے ہیں ان کے لیے ملک میں پھیلے ہوئے ہزاروں مدارس اور ان میں پڑھنے والے لاکھوں طالب علموں کو ختم کرنا آسان نہ تھا اس لیے انہوں نے ان مدارس کو چلانے والے سرکردہ افراد کو راستہ سے ہٹانے کے لیے ان کے قتل کی منصوبہ بندی کر کے اس پر عمل شروع کر دیا ہے مگر ان کو اس حقیقت کا علم نہیں ہے کہ دینِ محمدی قیامت تک کے لیے آیا ہے اور یہ تا قیامت باقی بھی رہے گا ان کی یہ حرکتیں وقتی طور پر کام میں رکاوٹ، سستی یا تاخیر کا ذریعہ تو بن سکتی ہیں مگر اس کو ختم نہیں کر سکتیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کی روشنی اپنے منہ سے (پھونکیں مار کر) اور اللہ کو پوری کرنی ہے اپنی روشنی چاہے کفار برا مانیں وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول ہدایت کی سمجھ دے کر اور سچا دین تاکہ اس کو بلند کرے سب دینوں پر اور چاہے برا مانیں شرک کرنے والے (سُورہ صف آیت نمبر ۹۔۸) اللہ تعالیٰ کو جب تک اپنے دین کو باقی رکھنا منظور ہے تب تک وہ ایسے بندے پیدا کرتا رہے گا جو اس دین کی خدمت کرتے رہیں گے۔

ایک دوسری جگہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے "بیشک جو لوگ کافر ہیں وہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال کو تاکہ روکیں (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے، سو ابھی اور خرچ کریں گے پھر آخر ہوگا اس خرچ پر ان کو افسوس اور آخر کار مغلوب ہوں گے اور جو لوگ کافر ہیں وہ دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے۔" (سُورہ انفال آیت ۳۶)

اہلِ کفر اور ان کے مددگار خدائی پکڑ سے بے خوف نہ ہوں اس ڈھیلی کی ہوئی رسی سے کسی غلط فہمی میں مبتلاء نہ ہوں بالآخر غلبہ حق کو ہی ہوگا باطل مغلوب ہو کر رہے گا۔ اللہ کے نیک بندوں کو اپنے رب کے وعدہ پر مکمل اعتماد ہے اللہ تعالیٰ مولانا مفتی جمیل صاحبؒ اور مولانا نذیر احمد صاحب تونسویؒ کی دینی خدمات اور ان کی شہادت کو قبول فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے ان کی شہادت سے پیدا ہونے والے خلاء کو محض اپنے فضل و کرم سے پُر فرمائے۔ ۷راکتوبر کی شام کو اپنی شہادت سے دو روز قبل لاہور میں دارالعلوم دیوبند کے ناظم تعلیمات حضرت مولانا ارشد صاحب مدنی مدظلہم کی

تشریف آوری کے موقع پر بعد عشاء رائے ونڈ روڈ جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامد میں ہونے والے عظیم الشان جلسہ میں مفتی صاحبؒ موجود تھے جلسہ کے بعد کھانے پر بھی ہمارے ساتھ موجود تھے اگلے روز جمعہ کی نماز کے بعد دوپہر کا کھانا بھی جامعہ مدنیہ میں ہمارے ساتھ تناول فرمایا مگر کس کو خبر تھی کہ یہ سب کچھ آخری ثابت ہوگا۔ جمعہ کی شام موت مولانا کو کراچی کھینچ لے گئی اور مولانا شہادت سے ہمکنار ہوگئے رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

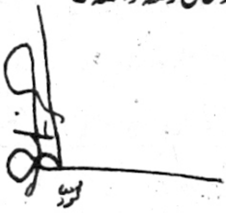

نفیس بک بائنڈرز

ہمارے یہاں ''ڈائی دار اور لیمینیشن والی جلد'' بنانے کا کام انتہائی معیاری طور پر کیا جاتا ہے نیز قرآن مجید کی اعلیٰ قسم کی ''بکس والی جلد'' بھی خوبصورت انداز میں بنائی جاتی ہے۔ ہمارے یہاں روٹا مشین پر ''کلر پرنٹنگ'' (ٹائٹل وغیرہ کی چھپائی) کا کام بھی دیدہ زیب اور بازار سے رعایتی نرخ پر کیا جاتا ہے۔

مناسب نرخ پر معیاری جلد سازی اور طباعت کے لیے رجوع فرمائیں

6/ 16 ٹیپ روڈ نزد مین گیٹ گھوڑا ہسپتال لاہور

پروپرائیٹر : محمد سلیم و محمد ندیم

موبائل نمبر : 0300-4293479 , 0300-9464017

فون نمبر : 042-7322408

مولایَ صَلِّ وسلِّم دائماً ابداً — درسِ حدیث — علٰی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہ نامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب

کیسٹ نمبر ۴۵ سائیڈ اے/ ۸۵-۳-۱۵

حنین میں مسلمانوں کی پسپائی کی ظاہری اور باطنی وجہ۔ خدائی نصرت کا خاص اثر بالآخر کفار کی پسپائی۔ اپنے حصہ سے بخشش اور اُس کی حکمت صاف گوئی پر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مسرت۔ حضراتِ انصار کی محبوبیت

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیّدنا ومولانا محمد وآلہٖ واصحابہ اجمعین اما بعد!

حضراتِ انصار سے محبت ایمان اور بغض نفاق کی علامت ہے :

آقائے نامدار ﷺ نے حضراتِ انصار کی بہت زیادہ تعریف فرمائی ہے ارشاد فرمایا کہ آیت الایمان حُبُّ الانصارِ ایمان کی نشانی ہے انصار سے محبت و آیت النفاق بُغضُ الانصار [1] اور نفاق کی علامت انصار سے بغض ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ الانصار لا یحبُّھم الاّ مؤمنٌ ولا یبغضھم الاّ مُنافقٌ [2] ان سے مومن ہی محبت رکھے گا اور منافق ہی نفرت رکھے گا۔ ایک واقعہ پیش آیا حُنین کے موقع پر اور غزوہ حُنین کا مطلب یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کے فتح ہو جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے طائف کی طرف کوچ کیا۔ اُس طرف (کفار کے) کچھ قبائل آباد تھے، تو وہاں جو دُشمن تھے وہ جمع تھے مسلح تھے مقابلہ کے لیے تیار تھے اور اتنی تیاری اُنھوں نے کی کہ وہ اپنے ساتھ اپنے جانور لے آئے اپنا قیمتی سامان لے آئے بیویوں کو بچوں کو لے آئے تاکہ بھاگنے کا اور پیچھے ہٹنے کا تصور ہی دماغ سے نکل جائے کوئی خیال ہی نہ کرے کہ پیچھے ہٹنا ہے۔ ترتیب دی انھوں نے یہ کہ کمین گاہیں بنائیں اور اُن میں سپاہی بٹھا دیئے اپنے، جو تیر انداز تھے نشانہ اُن کا بہت اچھا تھا۔

---

[1] مشکوۃ ص ۵۷۶ ج ۲ [2] ایضاً

حنین میں مسلمانوں کی شکست کی ظاہری وجہ :

مسلمانوں کے لشکر میں صحابہ کرام کے جو نوجوان تھے گرم جوش وہ آگے بڑھ گئے اور بلا احتیاط کے بڑھ گئے انھوں نے تیر مارے ان کو تکلیف پہنچی زخم آئے تو تتر بتر ہو گئے اِدھر اُدھر ہو گئے صف بندی نہیں رہی نظم وضبط نہیں رہا ایک دوسرے سے پوچھتے تھے۔ کیا ہوا یہ کیا ہو رہا ہے؟ اور قرآن پاک میں بھی ہے **لقد نصر کم اللّٰہ فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین** حنین کے دن بھی اللہ ہی نے مدد کی۔

حنین میں مسلمانوں کی شکست کی باطنی وجہ :

اذ اعجبتکم کثرتکم جب تمہیں تمہاری کثرت اچھی لگنے لگی اور یہ خیال ہونے لگا کہ ہم بہت بڑی تعداد میں ہیں دس ہزار ہیں **فلم تغن عنکم شیأً** وہ کثرت تمہارے بالکل کام نہیں آئی اور حال یہ ہو گیا **ضاقت** بہت وسیع ہونے کے باوجود زمین تنگ ہو گئی تمہارے اُوپر **ثم انزل اللّٰہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المؤمنین وانزل جنودا لم تروھا** پھر اللہ نے سکینہ یعنی قلبی سکون اور اطمینان نازل فرما کر مدد فرمائی، اللہ نے غیبی لشکر بھیجے۔

غیبی مدد کا خاص اثر :

غیبی لشکروں کا فائدہ خاص ایک یہ ہے کہ دلوں پر سکون اور راحت کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور دُشمن کے اُوپر ہیبت طاری ہو جاتی ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ فرشتے آکر واقعی لڑیں۔ ایک فرشتہ ہی کافی ہے ساری دُنیا کے لیے۔ یہ مطلب تو ہے نہیں وہ پانچ ہزار سات ہزار فرشتے آئے اُن کے آنے کی وجہ سے یہ حال ہو گیا دِلوں کے اطمینان کا کہ جیسے کہ میدانِ جنگ میں ہی وہ نہیں ہیں بلکہ ایسا ہو گیا جیسے بستر میں ہیں بعض دفعہ ایسے بھی ہو گیا، کیونکہ وہ نیند آنی شروع ہو گئی اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ کر گر جاتی تھی تو یہ کیفیات بھی ہوئی ہیں بعض جگہ کچھ مقامات پر۔

فتح ونصرت کی علامت :

اور پھر بعد کے مجاہدین نے اسے فتح کی علامتوں میں شمار کیا ہے کہ اگر میدانِ جنگ میں نیند آئے تو وہ اسے اچھی علامت قرار دیتے ہیں اور ظاہر ہے اچھی علامت ہے یعنی دِلوں پر سکون ہے تو نیند کی نوبت آتی ہے ورنہ تو بستر پر لیٹے ہوئے بھی نیند اُڑ جاتی ہے اگر سکون نہ ہو، چہ جائیکہ میدانِ جنگ میں لڑتے وقت سکون کی کیفیت ہو۔

رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی سچ ثابت ہوئی :

اسی دوران رسول اللہ ﷺ کو یہ اطلاعات مل رہی تھیں کہ انھوں نے ایسی تیاریاں کی ہیں یہ کیا ہے وہ کیا ہے

تو آپ نے فرمایا کل ہم ادھر چل رہے ہیں اور تلک غنیمة المسلمین غداً انشاء اللہ ۔ یہ سب کے سب جتنی بھی چیزیں وہ لائے ہیں یہ سب مسلمانوں کا مالِ غنیمت ہوگا انشاء اللہ۔ غرض یہ کہ وہاں کامیاب ہوئے فتح یاب ہوئے پھر واپس تشریف لائے، وہاں پر پھر ایسے بھی ہوا ہے کہ کفار کے لشکر جب تتر بتر ہوئے تو کچھ کدھر چلے گئے کچھ کدھر چلے گئے اور جا کر جمع ہونے شروع ہوئے متفرق جگہوں پر۔ اُن کے پیچھے جناب رسول اللہ ﷺ نے چھوٹے چھوٹے لشکر بھیجے کہ اُن کی سرکوبی کریں جا کر اُن میں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بھی ایک جانب گئے تھے ان کا اسم گرامی بھی آتا ہے، کسی اور طرف اور حضرات کو بھیجا ہے اُن کے نام بھی آتے ہیں۔ وہ (کفار کی) گویا چھوٹی چھوٹی ٹکڑیاں تھیں جو منظم ہونا چاہتی تھیں اور جمع ہو رہے تھے تو اُن کے پیچھے پیچھے آپ نے یہ بھیج دیے لڑائیاں ہوئی ہیں نوبت آئی ہے لڑائی کی شہید ہوئے ہیں اُن میں۔ ہاں تو لڑائی کے ابتداء میں جب مسلمانوں کو پسپائی ہوئی اور مسلمان تتر بتر ہو گئے تب رسول اللہ ﷺ نے آواز دی انصار کہاں ہیں مہاجرین کہاں ہیں بس آواز دی ایک، تو سب جمع ہو گئے ایک دم، پھر مقابلہ ہوا۔

بالآخر کفار کو زبردست شکست ہوئی :

اور وہ کفار بھاگے بھاگنا پڑا جب اپنی جان پر بیچ مچ پڑ جاتی ہے تو پھر سب کچھ بھول جاتا ہے بیوی بھی بھول جائے گی بچے بھی بھول جائیں گے اپنی جان ایسی عجیب چیز ہے تو اُس وقت سب چیزیں ذہن سے نکل جاتی ہیں تو انھیں بھاگنا پڑا اور چھوڑ گئے بچے بھی بیویاں بھی، عورتیں اور بہنیں بھی ہوں گی اُن میں، مائیں بھی ہوں گی اُن میں، اور مال بھی چھوڑ کر بھاگ گئے۔

رسول اللہ ﷺ کی دانائی :

اب رسول اللہ ﷺ کو یہ اندازہ تھا کہ اتنا بڑا صدمہ کوئی قوم برداشت نہیں کر سکتی۔ یہ ضرور آئیں گے صلح کریں معافی مانگیں یا اسلام لے آئیں جو بھی صورت بنے، آنا پڑے گا انھیں۔ انتظار فرماتے رہے بیس دن سے کچھ کم دس سے زیادہ تقریباً سترہ اٹھارہ دن۔ اس کے بعد پھر آپ نے ایک مقام پر اموال تقسیم فرما دیئے۔

نبی علیہ السلام کی اپنے حصہ میں سے بخشش :

اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حصہ میں جو آیا تھا اُس میں سے بہت بہت آپ نے دیا ہے۔ بہت بہت دیا ہے۔ اقرع ابن حابس کو عینیہ ابن حسن فزاری کو اور ابوسفیان ابن حرب کو اور دوسرے لوگوں کو جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے فتح مکہ کے موقع پر یا ایسے تھے کہ جو پکی طرح پہلے سے مسلمان ہو کر اسلام کے لیے قربانیاں نہیں دے چکے تھے جہاد نہیں کر چکے تھے۔

نامناسب بات پر آپ کی طرف سے باز پرسی :

ایسے لوگوں کو آپ نے جب مال دیا تو انصار میں سے کسی نوجوان نے ایسی بات کہی کہ یُعْطِیْ قریشاً وَیَدَ عُنَا وَسُیُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَآئِھِمْ آپ قریش کو عنایت فرما رہے ہیں دے رہے ہیں ہمیں چھوڑ رہے ہیں اور ہماری تلواروں سے اُن کا خون ٹپک رہا ہے، یہ جملہ کہا۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات جا کر کسی نے بتائی۔ جب آپ کو یہ بات بتائی گئی تو انصار کو جمع کیا ایک قبہ میں یعنی انصار کے جو چیدہ حضرات ہوں گے اُن کو۔ اُن کے ساتھ انصار کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا آپ نے فرمایا فقط انصار یک جا ہو جائیں، قبہ تھا چمڑے کا تو اس کا مطلب ہے کہ چیدہ چیدہ حضرات ہی جمع ہوئے ہوں گے جب جمع ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے فرمایا مَاحَدِیْثٌ بَلَغَنِیْ عَنْکُمْ یہ کیا خبر ہے جو مجھے پہنچی ہے تمہاری۔

انصار کی طرف سے اپنی صفائی :

وہ عرض کرنے لگے فقال فُقَھَائُھُمْ اَمَّا ذَوُا رَاْیِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہُ فلم یَقُولُوا شیئاً انھوں نے جواباً عرض کیا کہ جو ہم میں سمجھدار ہیں ذی رائے حضرات ہیں انھوں نے تو کسی نے یہ بات نہیں کی لم یقو لوا شیئاً کچھ بھی نہیں کہا جو جناب نے کیا ٹھیک کیا۔ وَاَمَّا اُنَاساً مِنَّاحَدِ یْثَۃٌ اَسْنَانِھِمْ وہ لوگ ہم میں سے وہ کہ جو نوعمر تھے ان لوگوں نے کہا یَغْفِرُاللّٰہُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یُعْطِیْ قُرِیشاً وَیَدَ عُ الانصارَ وَسُیُوْفُنَا تَقْطُرُمِنْ دِمَآئِھِمْ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے رسول اللہ ﷺ کو کہ وہ قریش کو دے رہے ہیں انصار کو چھوڑ رہے ہیں اور ہماری تلواریں ابھی تک قریش کے خون سے ٹپک رہی ہیں یعنی اُن سے خون ٹپک رہا ہے اُن کا۔

صحابۂ کرام جھوٹ کسی حال میں بھی نہیں بولتے تھے :

تو آگے آتا ہے دوسری جگہوں پر کہ کَانُوْا لَا یَکْذِبُوْنَ صحابہ کرام انہی انصار وغیرہ کے بارے میں آتا ہے کہ یہ جھوٹ نہیں بولتے جو بات پوچھی گئی جو ہوئی ہے وہ صحیح بتادی صاف صاف۔

سچ بولنے پر خوشی اور بخشش کی حکمت :

رسول اللہ ﷺ ان کی معذرت پر خوش ہوئے ان سے گفتگو کر کے خوش ہوئے اور پھر آپ نے وجہ بتائی فرمایا کہ میں اُن لوگوں کو دیتا ہوں اُعْطِیْ رِجَالاً حَدِیْثِیْ عَھْدٍ بِکُفْرٍ جن کا زمانہ کفر سے نزدیکی ہو۔ اَتَاَلَّفُھُمْ مطلب میرا یہ ہوتا ہے کہ ان کا دل اپنی طرف اسلام کی طرف مائل رہے یعنی ایک طرح سے اُن کے دل کو مائل کر کے تالیفِ قلب

کر کے اسلام پر جمانے کے لیے یہ طریقہ اختیار کرتا ہوں میں اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ یَّذْھَبَ النَّاسُ بِالْاَمْوَالِ وَتَرْجِعُوْنَ اِلٰی رِحَالِکُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم تم اس بات پر خوش نہیں ہو یہ اہل مکہ یہ جواب مسلمان ہوئے ہیں آس پاس کے بھی لے لیں چاہے قرب وجوار کے بھی لے لیں جن کو میں نے مال دیا ہے یہ لوگ مال لے جائیں اور تم مجھے لے جاؤ اپنے ساتھ ترجعون الی رحالکم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالوا بلٰی یارسولَ اللّٰہِ قَدْ رَضِیْنَا[1] ہم اس پر خوش ہیں، یہ جملہ ہے ذرا سا مگر اس کا اتنا اثر ہوا کہ وہ لوگ نہایت خوش ہوئے۔

نبی علیہ السلام کی نظر میں انصار کی محبوبیت :

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر سب لوگ کسی طرف چلیں اور انصار کسی طرف چلیں تو میں اُس راہ پر چلوں گا اُس وادی میں چلوں گا جس میں انصار چلے ہوں لَوْسَلَکَ النَّاسُ وَادِیاً وَسَلَکَتِ الْاَنْصَارُ وَادِیاً اَوْشِعْباً لَسَلَکْتُ وَادِیَ الانْصارِ وَشِعْبَھَا فرمایا "اَلانْصَارُ شِعَارٌ" یہ انصار میرے لیے ایسے ہیں جیسے کھال سے ملا ہو کپڑا جو ہوتا ہے وہ ہو اندر والا "وَالنَّاسُ دِثَارٌ"[2] دوسرے لوگ ایسے ہیں جیسے وہ کپڑا جو اُوپر سے پہنا جاتا ہے بنیان کے اُوپر یا کُرتے کے اُوپر اوڑھا جائے چادر اوڑھی جائے کمبل اوڑھا جائے۔ تو آقائے نامدار ﷺ نے ان کی بہت تعریف فرمائی بہت پسند فرمایا اور انھوں نے واقعی بہت خدمات کیں تھیں اسلام کی اور اسی میں اور کلمات بھی آتے ہیں بڑے موثر اور بڑے عجیب کلمات جو اس وقت ارشاد فرمائے فرمایا کہ اگر تم چاہتے تو یہ کہہ سکتے تھے کہ جب تم ہمارے پاس آئے تو تمہارے پاس کچھ نہیں تھا ہم نے آپ کو ٹھکانا دیا ہم نے آپ کو مال دیا مگر اس کا جواب انصار دیتے رہے کہ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہ اَمَنُّ اللہ اور رسول کا ہی احسان ہے۔ ہمارا کوئی احسان نہیں ہے تو اس طرح کے کلمات ارشاد فرمائے۔ بہرحال اُس وقت ایک عجیب چیز پیدا ہو رہی تھی شقاق کی تفریق کی ذہنوں میں اُس کی بالکل جڑ ہی کٹ گئی ہمیشہ کے لیے تو آقائے نامدار ﷺ کو خطابت کے اعتبار سے دیکھا جائے سمجھانے کے اعتبار سے دیکھا جائے بلاغت کے لحاظ سے دیکھا جائے یعنی کلام ہو موقع کے مناسب گفتگو ہو موثر ہو تو اُس میں جناب رسول اللہ ﷺ کا مقام سب سے بلند بنتا ہے اور ان حضرات کی نیتیں بہت اچھی تھیں اور یہ قابلِ تعریف تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعریف کی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ان کا ساتھ آخرت میں نصیب فرمائے آمین۔ اختتامی دُعا ....

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۶ ج ۲ [2] ایضاً

صدقہ فطر کے احکام

﴿ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ ﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے صدقۃ الفطر کو ضروری قرار دیا۔ (فی کس) ایک صاع کھجوریں یا اسی قدر جو دیئے جائیں۔ غلام اور آزاد، مذکر اور مونث (یعنی مرد اور عورت) اور ہر چھوٹے بڑے مسلمان کی طرف سے، اور نماز عید کے لیے لوگوں کو جانے سے پہلے ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۶۰ بحوالہ بخاری و مسلم)

صدقہ فطر کس پر واجب ہے :

صدقہ فطر اس شخص پر واجب ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہو یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کی ملکیت میں ہو یا اگر سونا چاندی اور نقد رقم نہ ہو اور ضرورت سے زائد سامان موجود ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی بن سکتی ہو تو اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے۔ زکوٰۃ فرض ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ مال نصاب پر چاند کے حساب سے ایک سال گزر جائے۔ لیکن صدقۃ الفطر واجب ہونے کے لیے یہ شرط نہیں ہے۔ اگر رمضان المبارک کی تیس تاریخ کو کسی کے پاس مال آ گیا جس پر صدقۃ الفطر واجب ہو جاتا ہے تو عید الفطر کی صبح صادق ہوتے ہی اس پر صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے۔

صدقہ فطر کے فائدے :

صدقہ فطر ادا کرنے سے ایک حکم شرعی کے انجام دینے کا ثواب تو ملتا ہی ہے۔ اس کے ساتھ دو مزید فائدے اور ہیں۔ اول یہ کہ صدقہ فطر روزوں کو پاک صاف کرنے کا ذریعہ ہے۔ روزے کی حالت میں جو فضول باتیں کیں اور جو خراب اور گندی باتیں زبان سے نکلیں صدقہ فطر کے ذریعے روزے ان چیزوں سے پاک ہو جاتے ہیں۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ عید کے دن ناداروں اور مسکینوں کی خوارک کا انتظام ہو جاتا ہے اور اسی لیے عید کی نماز کو جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ دیکھو کتنا سستا سودا ہے کہ محض دو سیر گیہوں دینے سے تیس روزوں کی تطہیر ہو جاتی ہے۔ یعنی لایعنی اور گندی باتوں کی روزے میں ملاوٹ ہو گئی۔ اس کے اثرات سے روزے پاک ہو جاتے ہیں۔

گویا صدقۃ الفطر ادا کر دینے سے روزوں کی قبولیت کی راہ میں کوئی اٹکانے والی چیز باقی نہیں رہ جاتی ہے۔ اسی لیے بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر مسئلہ کی رو سے کسی پر صدقہ فطر واجب نہ ہو تب بھی دے دینا چاہیے۔ خرچ بہت معمولی ہے اور نفع بہت بڑا ہے۔

کس کی طرف سے صدقہ فطر ادا کیا جائے :

صدقہ فطر بالغ عورت پر اپنی طرف سے دینا واجب ہے۔ شوہر کے ذمہ اس کا صدقہ فطر ادا کرنا ضروری نہیں۔ ہاں شوہر کی جو نابالغ اولاد ہے اس کی طرف سے بھی اس پر صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ بچوں کی والدہ کے ذمے بچوں کا صدقہ فطر دینا لازم نہیں ہے۔ اگر بیوی کہے کہ میری طرف سے ادا کردو اور شوہر بیوی کی طرف سے ادا کردے تو ادا ہوجائے گا۔ اگرچہ اس کے ذمہ بیویٔ کی طرف سے ادا کرنا لازم نہیں ہے۔

جب مسلمان جہاد کیا کرتے تھے تو ان کے پاس جو کافر قیدی ہو کو آتے تھے ان کو غلام اور باندی بنالیا جاتا تھا۔ جس کی ملکیت میں غلام یا باندی ہو اس کے اوپر غلام اور باندی کی طرف سے بھی صدقہ فطر دینا واجب ہوتا تھا۔ آج کل کہیں اگر جنگ ہوتی ہے تو وطنی اور ملکی لڑائی ہوتی ہے۔ شرعی جہاد ہوتا نہیں۔ لہٰذا مسلمان غلام اور باندی سے محروم ہیں۔

صدقہ فطر میں کیا دیا جائے :

حضور اقدس ﷺ نے صدقہ فطر دینے کے سلسلے میں دینار و درہم یعنی سونے چاندی کا سکہ ذکر نہیں فرمایا بلکہ جو چیزیں گھروں میں عام طور سے کھائی جاتی ہیں انہیں کے ذریعہ صدقہ فطر کی ادائیگی بتائی۔ حدیث بالا میں، جس کا ترجمہ ابھی ہوا۔ ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو فی کس صدقہ فطر کی ادائیگی کے لیے دینے کا ذکر ہے۔ دوسری حدیثوں میں ایک صاع پنیر یا ایک صاع زبیب یعنی کشمش دینے کا بھی ذکر آیا ہے اور بعض روایات میں ایک صاع گیہوں دو آدمیوں کی طرف سے بطور صدقہ فطر دینا بھی وارد ہوا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے۔ لہٰذا اگر صدقہ فطر میں جَو دے تو ایک صاع دے اور گیہوں دے تو آدھا صاع دے۔ حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں جو اور گیہوں وغیرہ ناپ کو فروخت کیا کرتے تھے اور ان چیزوں کو تولنے کے بجائے ناپنے کا رواج تھا۔ اس زمانے میں ناپنے کا جو ایک پیمانہ تھا اسی کے حساب سے حدیث شریف میں صدقہ فطر کی مقدار بتائی ہے۔ ایک صاع کچھ اُوپر ساڑھے تین سیر کا ہوتا تھا۔ ہندوستان کے بزرگوں نے جب اس کا حساب لگایا تو ایک شخص کا صدقہ فطر گیہوں کے اعتبار سے اسی کے سیر سے ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک ہوگا۔ عام طور سے کتابوں میں عوام کی رعایت سے یہی تول والی بات لکھی جاتی ہے۔ اگر ایک گھر میں میاں بیوی اور چند نابالغ بچے ہوں تو مرد پر اپنی طرف سے ہر نابالغ اولاد کی طرف سے صدقہ فطر میں فی کس ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک گندم یا اس کا دوگنا جو یا چھوارے یا کشمش یا پنیر دینا واجب ہے۔ بیوی کی طرف سے مرد پر صدقہ فطر دینا واجب نہیں ہے اور ماں جتنی بھی مالدار ہے نابالغ اولاد کا صدقہ فطر اس کو ادا کرنا واجب نہیں، یہ صدقہ باپ پر واجب ہوتا ہے۔

صدقہ فطر کی ادائیگی کا وقت :

صدقہ فطر عید کے دن کی صبح کے طلوع ہونے پر واجب ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس سے پہلے مرجائے تو اس کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں۔

مسئلہ : صدقہ فطر عید سے پہلے بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔ اگر پہلے ادا نہ کیا تو عید کی نماز کے لیے جانے سے پہلے ادا کردیا جائے۔ اگر کسی نے نمازِ عید سے پہلے یا بعد نہ دیا تو ساقط نہ ہوگا۔ اس کی ادائیگی برابر ذمہ رہے گی۔

مسئلہ : جو بچہ عید الفطر کی صبح صادق ہوجانے کے بعد پیدا ہوا ہو۔ اس کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب نہیں۔

نابالغ کی طرف سے صدقہ فطر :

اگر کسی نابالغ کی ملکیت میں خود اپنا مال ہو۔ جس پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہے تو اس کا وارث اسی کے مال سے اس کا صدقہ فطر ادا کرے۔ اپنے مال سے دینا واجب نہیں۔

سوال : بچہ کی ملکیت میں مال کہاں سے آئے گا؟

جواب : اس طرح سے آسکتا ہے کہ کسی میراث سے اس کو مال پہنچ جائے یا کوئی شخص اس کو ہبہ کردے۔

جس نے روزے نہ رکھے ہوں اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے :

اگر کسی بالغ مرد و عورت نے کسی وجہ سے روزے نہ رکھے تب بھی صدقہ فطر کا نصاب ہونے پر صدقہ کی ادائیگی واجب ہے۔

صدقہ فطر میں نقد قیمت یا آٹا وغیرہ :

صدقہ فطر میں گیہوں کا آٹا بھی دیا جاسکتا ہے۔ وزن وہی ہے جو اُوپر گزرا اور جو کا آٹا بھی دے سکتا ہے۔ اس کا وزن بھی وہی ہے جو جو کا وزن ہے۔

مسئلہ : صدقہ فطر میں جو یا گیہوں کی نقد قیمت بھی دی جاسکتی ہے بلکہ اس کا دینا افضل ہے [۱] اگر گیہوں اور جو کے علاوہ کسی دوسرے غلہ سے صدقہ فطر ادا کرے مثلاً چنا، چاول، آڑو، جوار اور مکئی وغیرہ دینا چاہے تو اتنی مقدار میں دے کہ اس کی قیمت ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک گیہوں یا اس سے دوگنے جو کی قیمت کے برابر ہوجائے۔

صدقہ فطر کی ادائیگی میں کچھ تفصیل :

مسئلہ : ایک شخص کا صدقہ فطر ایک محتاج کو دے دینا یا تھوڑا تھوڑا کرکے کئی محتاجوں کو دے دینا دونوں صورتیں

---

[۱] اس سال صدقہ فطر کی نقد قیمت فی کس 25 روپے ہے۔

جائز ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ چند آدمیوں کا صدقہ فطر ایک ہی محتاج کو دیدیا جائے۔

صاحب نصاب کو صدقہ فطر دینا جائز نہیں :

جس پر زکوۃ خود واجب ہو یا زکوۃ واجب ہونے کے بقدر اس کے پاس مال ہو۔ یا ضرورت سے زائد سامان ہو جس کی وجہ سے صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے تو ایسے شخص کو صدقہ فطر دینا جائز نہیں۔ جس کی حیثیت اس سے کم ہو شریعت کے نزدیک اسے فقیر کہا جاتا ہے اسے زکوۃ اور صدقہ فطر دے سکتے ہیں۔

رشتہ داروں کو صدقہ فطر دینے میں تفصیل :

اپنی اولاد کو یا ماں باپ اور نانا نانی دادا دادی کو زکوۃ اور صدقہ فطر نہیں دے سکتے۔ البتہ دوسرے رشتہ داروں کو مثلاً بھائی، بہن، چچا، ماموں، خالہ وغیرہ کو دے سکتے ہیں شوہر بیوی کو یا بیوی شوہر کو صدقہ فطر دے تو ادائیگی نہ ہوگی اور سیدوں کو بھی صدقہ فطر دینا جائز نہیں۔

فائدہ : بہت سے لوگ پیشہ ور مانگنے والوں کے ظاہری پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر یا کسی عورت کو بیوہ پا کر زکوۃ اور صدقہ فطر دیتے ہیں حالانکہ بعض مرتبہ بیوہ عورت کے پاس بقدر نصاب زیور ہوتا ہے اسی طرح روزانہ کے مانگنے والوں کے پاس اچھی خاصی مالیت ہوتی ہے ایسے لوگوں کو دینے سے ادائیگی نہ ہوگی۔ زکوۃ اور صدقہ فطر کی رقم خوب سوچ سمجھ کر دینا لازم ہے۔

رشتہ داروں کو دینے سے دوہرا ثواب ہوتا ہے :

جن رشتہ داروں کو زکوۃ اور صدقہ فطر دینا جائز ہے ان کو دینے سے دوہرا ثواب ہوتا ہے کیونکہ اس میں صلہ رحمی بھی ہو جاتی ہے۔

نوکروں کو صدقہ دینا :

اپنے غیر نوکروں کو بھی زکوۃ اور صدقہ فطر دے سکتے ہیں۔ مگر ان کی تنخواہ میں لگانا درست نہیں۔

بالغ عورت اگر صاحب نصاب ہو :

اگر بالغ عورت اس قابل ہے کہ اس کو صدقہ فطر دیا جا سکے تو اسے دے سکتے ہیں اگرچہ اس کے میکہ والے مالدار ہوں

❀❀❀

سلسلہ نمبر۶ قسط : ۱۱

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائے ونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمة اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تاحال طبع نہیں ہوسکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کردیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

مہتمم اول دارالعلوم دیوبند

جناب حضرت مولانا حاجی سیّد محمد عابد صاحب

قدس اللہ سرہٗ ورفع درجاتہٖ

﴿ نظرِثانی وعنوانات : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

اتباعِ سنت :

ظاہر ہے کہ جن حضرات سے آپ نے فیض حاصل کیا تھا اور جن علماء کبار واساطین اُمت کے ساتھ آپ کا ہر وقت ملنا جلنا تھا وہ سب متبع سنت تھے آپ اُن ہی کی طرح اتباعِ سنت پر زور دیتے اور تلقین فرماتے تھے حتی کہ احوالِ سلوک میں بھی اسی طرح ہدایات جاری فرماتے اور اتباعِ سنت کو غلبۂ حال میں بھی تلقین فرماتے۔

تاریخ دارالعلوم میں ہے :

ایک مرتبہ معلوم ہوا کہ مریدین میں حاجی محمد انور دیوبندی نے نفس کشی کے طور پر کھانا پینا قطعاً ترک کردیا ہے آپ نے بتاکید اُن کو لکھا کہ ''یہ امر سنت کے خلاف ہے بطریق مسنون کھانا پینا ضرور چاہیے خواہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو''۔ (ص ۲۲۳ ج ۲)

معمولات شب وروز :

تاریخ دارالعلوم میں حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ کے معمولات اس طرح تحریر ہیں :

''حضرت حاجی صاحب کا ۶۰ برس تک چھتہ کی مسجد میں قیام رہا، مشہور ہے کہ ۳۰ سال تک آپ کی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی نماز تہجد کا ایسا التزام تھا کہ ساٹھ سال تک قضاء کی نوبت نہیں آئی۔ صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے رشد وہدایت اور تذکیر وتزکیۂ قلوب کے علاوہ آپ کو ''فن عملیات'' میں زبردست ملکہ حاصل تھا لوگ دور دور سے تعویذات وعملیات کے لیے حاضر ہوتے اور دامن اُمید کو ہر مراد سے بھر کر لوٹتے تھے۔ مختلف کاموں کی کثرت کے باوجود ضبط اوقات کا بے حد التزام تھا اور ہر کام ٹھیک اپنے وقت پر انجام پاتا تھا آخر شب میں بیدار ہوتے نماز تہجد اور اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر فجر کی نماز چھتے کی مسجد میں ادا فرماتے، نماز کے بعد تلاوت فرما کر حجرے سے باہر تشریف لاتے بیعت کے خواہشمندوں کو بیعت کرتے تعویذات کے طالبین کو تعویذ دیتے دوپہر تک یہ سلسلہ جاری رہتا بعد ظہر متوسلین طریقت حاضر ہوتے اُس وقت ذکر وشغل ہوتا اور عصر تک جاری رہتا بعد مغرب ختم خواجگان کا معمول تھا عشاء کے بعد اول وقت سو جاتے تھے۔ تعویذات کے ضرورت مند بعض اوقات حد سے زیادہ پریشان کرتے مگر اخلاق وتواضع کا یہ عالم تھا کہ کبھی ترش رُو ہوتے نہیں دیکھا گیا۔ اتباعِ سنت کا غایت اہتمام تھا اُن کا مقولہ ہے کہ بے عمل درویش ایسا ہے جیسے سپاہی بے ہتھیار، درویش کو چاہیے کہ اپنے آپ کو چھپانے کے لیے عامل ظاہر کردے۔

وہ طریقۂ چشتیہ صابریہ کے بزرگ اور زہد وریاضت کا مجسمہ تھے۔'' (تاریخ دارالعلوم ص ۲۲۲ ج ۲ و تاریخ دیوبند ص ۴۷۸)

تاریخ دارالعلوم ہی میں تحریر ہے :

''اوقات ومعمولات کے ضبط ونظم کا بڑا اہتمام رکھتے تھے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ فرمایا کرتے تھے کہ جاننے والا ہر وقت یہ بتا سکتا ہے کہ اس وقت حاجی صاحبؒ فلاں کام میں مشغول ہوں گے اگر کوئی جا کر دیکھے تو اُسی کام میں اُن کو مشغول پائے گا۔ (ص ۲۲۴ ج ۲)

تذکرۃ العابدین میں ہے :

گرچہ حضرت حاجی صاحب کو مدرسہ و مسجد کا کاروبار رہا مگر اوقات کے ہمیشہ اس طرح پابند رہے کہ ایک بجے شب کے اُٹھنا اور ورد و معمول میں مشغول رہنا اور پھر مکان سے آکر اول وقت صبح کی نماز جماعت سے پڑھ کر حجرے میں آٹھ بجے تک رہنا۔ بعدہٗ باہر آکر مخلوق خدا کو فیض پہنچانا اس میں جو کوئی خواستگار بیعت کا ہوا بیعت کیا تعویذ کے خواہاں کو تعویذ دیا اور ذکر اشغال دریافت کرنے والے کو ذکر اشغال بتائے، اِس وقت میں آپ کے پاس مدام مجمع کثیر رہتا تھا۔ ہر ادنی واعلیٰ کا اسی وقت کام کر کے فارغ ہو جاتے تھے اگر کسی کا زیادہ کام ہوا تو فرمادیا کہ ٹھہرو چنانچہ آپ کے ہاں مہمانداری کی بہت کثرت رہتی تھی اور ہر مہمان کی اچھی طرح خاطر تواضع ہوتی تھی آپ کا فقط توکل پر گزر تھا اسی طرح آپ کو ساٹھ برس چھتہ کی مسجد میں بیٹھے ہوئے ہو گئے کبھی نماز آپ کی قضا نہیں ہوئی بلکہ سوائے چھتہ کی مسجد کے اور کہیں نہیں ادا کرتے تھے سوائے بیماری کے جیسے اب کئی سال سے بیمار تھے۔ [1]

جو وقت جس کام کا آپ نے مقرر کیا تھا وہ کام اُسی وقت پر ہوتا تھا پیشتر جو وقت اہتمام مدرسہ و جامع مسجد کا تھا اُسی وقت پر کرتے تھے بعد نماز ظہر بابِ فیض وا ہوتا تھا اور ہر ادنی واعلیٰ اپنے اپنے مطالب و مقاصد میں کامیاب ہوتے تھے بعد نماز مغرب نوافل و ختم خواجگان وغیرہ سے فراغ حاصل کر کے جو کوئی مرید یا مہمان ہو اُسی سے باتیں کرتے تھے۔ سابق میں تو آپ ہمیشہ جمعرات و پیر کو حلقہ کرتے تھے مگر اب بوجہ ضعف کے نہیں ہوتا تھا اور کچھ یہ بھی سبب ہو گیا تھا کہ پیر جی محمد انور صاحب آپ کے بڑے خلیفہ پیر و جمعرات کو حلقہ کرتے تھے لوگ وہاں جمع ہوتے تھے عشاء سے پہلے کچھ کھانا کھاتے تھے اور بعد نماز عشاء مکان کو تشریف لے جاتے تھے اور جو مستورات آپ کے مکان پر جمع ہوتی تھیں اُن کا کام کرتے تھے اور قریب گیارہ بجے کے سوتے تھے اور اگر کوئی آسیب زدہ آگیا تو قریب بارہ بجے کے سوتے تھے پیشتر ایسے عمل قبل عشاء کرتے تھے چونکہ ایک مرتبہ آپ ایک جن سے کچھ گفتگو کرنے لگے نماز عشاء میں کچھ دیر ہوئی جماعت کے واسطے آدمی منتظر رہے اُسی روز سے ایسے عمل بعد عشاء کرتے تھے۔ (تذکرہ ص ۷۷)

''اور قصہ آسیب زدہ کا اس طرح ہوا تھا کہ ایک رسالدار مع اپنی اہلیہ کے خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی کہ میری زوجہ بارہ برس سے بیمار ہے صدہا طرح علاج کیے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ کوئی

---

[1] اس زمانہ میں مکان کے قریب مسجد میں نماز ادا فرمالیتے ہوں گے مکان سے مسجد چھتہ تک ڈھائی تین فرلانگ کا فاصلہ ہے۔

آسیب بتاتا ہے اور کوئی کچھ بیماری بارہ برس سے صورت حمل بھی اس طرح سے نمایاں ہے کہ گویا چار ماہ کی اُمید ہے دائی بھی کہتی ہے کہ ضرور حمل ہے آپ اس کا علاج کر دیجئے آپ نے فرمایا ٹھہرو انشاء اللہ شب کو بعد مغرب ان کا بندوبست کیا جاوے گا۔

بعد مغرب آپ نے ایک نقش حاضر ہونے جنات کا روشن کیا اور اس عورت کے روبرو رکھوادیا نقش کا روشن کرنا تھا کہ آندھی اس زور سے آئی کہ سب گھبرا گئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام مکان گر جائیں گے اور چھپر ٹوٹے جاتے ہیں مگر نقش روشن رہا۔

تھوڑی دیر بعد اس عورت (کے جن) نے بڑی قہر آمیز آواز سے کہا کہ مجھ کو کیوں طلب کیا ہے تم مجھ کو نہیں جانتے کہ میں جنوں کا امیر ہوں اور میرے ساتھ بہت بڑا لشکر ہے میں ابھی جو چاہوں کر ڈالوں۔

حاجی صاحب نے بمتانت فرمایا کہ یہ سب درست ہے آپ کو اس واسطے بلایا ہے کہ آپ اس عورت کو کیوں ستاتے ہیں جو کچھ اس سے قصور ہوا ہو معاف کردو۔ جواب دیا ہرگز نہیں آپ انصاف نہیں کرتے کہ اس عورت نے میرے اوپر کس قدر ظلم کیا ہے کہ میرے بارہ برس کے لڑکے کو اس نے مار ڈالا ہے۔

حاجی صاحب نے فرمایا کیونکر؟ کہا کہ میرا لڑکا اکثر بلی کی صورت میں سیر کرتا ہوا پھرا کرتا تھا ایک روز اس کے گھر چلا گیا اس کا طوطا اس کو دیکھ کر بھڑ کا اس عورت نے اس کو مار ڈالا۔ اس روز سے مجھ کو اس پر غصہ ہے مگر مسلمان جان کر زیادہ تکلیف نہیں دی۔ حاجی صاحب نے کہا کہ آپ اس کا قصور معاف کر دیں۔ کہا ہرگز نہیں اور پھر غصہ ہو کر کہا کہ حاجی صاحب آپ مجھ کو رخصت کیجئے میں جماعت سے محروم رہ جاؤں گا۔ حاجی صاحب نے فرمایا کہ میں بھی نماز کو جاؤں گا، آپ مسلمان ہیں اور یہ بھی مسلمان ہے آپ اس کا قصور معاف ہی کر دیں بشر سے غلطی بھی ہو جاتی ہے کہا اچھا آپ کے فرمانے سے معاف کیا۔

نقش گل کر دیا اور آپ نماز کو چلے گئے بعد نماز یہ قصہ اس عورت سے دریافت کیا تو اس نے کہا واقعی یہی بات ہے علی الصباح وہ عورت تندرست ہو کر اپنے مکان پر واپس گئی اور بعد چھ ماہ کے اس کے لڑکا پیدا ہوا تو وہ شیرنی لے کر دیوبند آئی اور حاجی صاحب سے ہر دو مرد و زن بیعت ہوئے۔ ایسے قصے بہت سے ہیں۔" (تذکرۃ العابدین ص ۸۱ ج ۱)

تذکرۃ العابدین میں ایک واقعہ نقل کیا ہے جس سے حضرت حاجی صاحب کے استغناء واستقامت پر روشنی پڑتی ہے :

''اجمیر شریف ہی میں حکیم محمد حسن ومولوی امیر الدین صاحب نواب جونہ گڑھ کی طرف سے حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ نواب صاحب آپ کے تشریف لانے جونہ گڑھ کے متمنی ہیں حضور وہاں تشریف لے چلیں، آپ نے انکار کردیا۔ مگر بہت عرض معروض پر آپ نے فرمایا اس طرح پر چلتا ہوں کہ جہاں میری طبیعت چاہے وہاں ٹھہروں اور جب چاہوں چلا آؤں اور تعظیم وتکریم کچھ نہ ہو۔ ہر دو صاحب نے وعدہ کیا اور نواب صاحب کو تار دے دیا گیا کہ اس وعدہ پر آنا چاہتے ہیں چنانچہ نواب رسول بخش نے بھی جواب تار میں وعدہ کیا اس وقت آپ جونہ گڑھ تشریف لے گئے اور ایک مسجد میں جاکر ٹھہر گئے جب نواب صاحب کو خبر ہوئی انہوں نے عرض کر کے بھیجا کہ آپ کے واسطے ایک ایسا مکان تجویز پہلے سے کردیا ہے کہ جس میں سب طرح کا آرام ہے اور سامنے اس کے مسجد بھی ہے آپ نے فرمایا کہ فقیر تو مسجد ہی میں ٹھہرا کرتا ہے۔ مگر جب سب نے عرض کیا تو آپ مکان میں چلے گئے نواب صاحب ملنے کے واسطے آئے علاوہ اور عرض معروض کے یہ بھی کہا کہ تین سو روپے میں روز خدمت عالی میں بھیجا کروں گا حضور فقراء کو تقسیم کردیا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی کیا ضرورت ہے۔ نواب صاحب نے عرض کیا کہ حضور اس میں میری بدنامی ہے کہ نواب کا پیر آیا اور کچھ تقسیم نہ کیا چنانچہ وہ تین سو روپے یومیہ بھیجتے تھے اور فقراء کو تقسیم کردیئے جاتے تھے اور ہر وقت ایک ہجوم بہت بڑا آدمیوں کا رہتا تھا اور نواب صاحب ہمیشہ سلام کے واسطے حاضر ہوتے تھے بعد آٹھ روز کے آپ نے فرمایا کہ فقیر اب جاوے گا۔ نواب صاحب نے قریب بیس ہزار روپے کے سامان پیش کرنے کے واسطے کیا۔ حضرت حاجی صاحب کو یہ بات معلوم ہوگئی آپ نے مولوی امیر الدین سے فرمایا کہ فقیر اس واسطے نہیں آیا تھا تم صاحبان کی خوشی کردی ایسا ہرگز نہ کیا جاوے۔ انہوں نے جاکر نواب صاحب سے کہا، نواب صاحب خاموش ہو گئے کیونکہ بذریعہ تار نواب صاحب وعدہ کرچکے تھے آٹھویں روز آپ دیوبند کی طرف روانہ ہوئے نواب صاحب نے مولوی امیر الدین کو آپ کے ہمراہ کیا کہ دیوبند پہنچا آویں''۔ (تذکرۃ العابدین ص ۸۰ و ص ۸۱)

حضرت حاجی محمد عابد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتیں بیان کرتے ہوئے تذکرۃ العابدین نے لکھا ہے کہ ایک

مرتبہ داروغہ نورالدین پر خون کا مقدمہ قائم ہو گیا۔ اسی طرح رئیس منصور پور کا کیس ہوا ان میں حضرت حاجی صاحب کی طرف ان لوگوں نے رجوع کیا کیس میں بری ہو گئے بلکہ داروغہ کی ترقی ہو گئی۔

محمد نعیم خاں صاحب کا مقدمہ جو اُن کے بھائی سے چل رہا تھا ان کے لیے سخت پریشانی کا باعث بن گیا وہ حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حاجی صاحب نے فرمایا کہ گھبراؤ مت انشاء اللہ ہر جگہ سے تم کو کامیابی ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مقدمہ کے بعد محمد نعیم خاں صاحب نے آپ کو ایک موضع دینا چاہا آپ نے فرمایا کہ فقیر نے اپنی ہی جائیداد دے دی میں کیا کروں گا"۔ (تذکرۃ العابدین ص ۸۳ ج ۱)

ایسا ہی قصہ رئیس فرخ نگر کے مقدمہ میں کامیابی کا ہوا۔

کنور محمد عبد العلی خاں صاحب رئیس چھتاری سے اسٹو کر مہتمم بندوبست بگڑ گیا تو اس نے رعایا کو بگاڑ دیا بلکہ دشمن کر دیا۔ کنور صاحب نے حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا آپ نے فرمایا انشاء اللہ کچھ نہیں ہوگا اطمینان رکھو چنانچہ ویسے ہی ہوا۔

آپ کی دعاء سے اولاد کا ہونا، بچوں کا زندہ رہنا، روزگار کا ملنا اس کی کوئی انتہا نہیں رہی۔

آپ کے پاس بکثرت مہمان باہر کے آتے تھے آپ بہت خلق سے پیش آتے تھے بعض آدمی تو آپ کو اس قدر تنگ کرتے کہ پچاس پچاس تعویذ لے کر بھی یہ کہتے رہتے کہ حضرت فلاں کا ایک تعویذ اور باقی رہ گیا مگر آپ کبھی غصہ نہ ہوتے۔ (تذکرۃ العابدین ص ۸۳)

آگے چل کر لکھتے ہیں :

البتہ اس وقت آپ کو بہت غصہ ہوتا تھا جب آپ سے کوئی کہہ دیتا تھا کہ فلاں نے جائز کو ناجائز اور حرام کو حلال اور حق کو ناحق کیا ہے اس وقت تو جو سامنے آجاتا تھا بگڑ جاتے تھے مگر پھر کچھ دیر بعد غصہ رفع ہو جاتا تھا۔

ایک مرتبہ ۱۳۳۰ھ میں جو آپ ساتویں حج کو گئے تھے منشی علی احمد بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ جب ہم حج کر چکے تو ہم کو معلوم ہوا کہ حضرت حاجی صاحب مدینہ منورہ کچھ دیر سے جاویں گے تو ہم چند اشخاص کا یہ خیال ہوا کہ کھاری ینبع کو جو قافلہ جاتا ہے اس میں ہم بھی چلیں اور پختہ ارادہ کر لیا، ہم سب حضرت کی خدمت میں اجازت کے واسطے گئے حضرت نے ارادہ مذکورہ بالا سن کر سرنگوں کیا اور کچھ دیر کے بعد حضرت نے فرمایا کہ تمہارا جانا مناسب نہیں بلکہ جو رفیق تمہارا اِس قافلہ میں جانے کا ارادہ کرے اُس کو بھی روک دو۔ یہ سن کر ہم سب نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا کہ کوئی مصلحت ہے۔

پھر کئی روز کے بعد حضرت صاحب مع قافلہ کے مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے میری طبیعت راستہ میں خراب ہو گئی

پیچش وخون آنے لگا رابغ میں پہنچ کر حضرت نے مچھلی پکوائی جب کھانا آیا فرمایا کھاؤ۔ میں نے عرض کیا میری طبیعت اچھی نہیں فرمایا کھاؤ انشاء اللہ نفع ہوگا چنانچہ میں نے کھایا اور میری سب تکلیف رفع ہوگئی اور اسی روز یہ بھی فرمایا کہ جس قافلہ میں تم جاتے تھے وہ رو میں بہہ گیا یہ سن کر خاموش ہوگیا۔ دوسرے روز راستہ میں مدینہ منورہ کے واپس شدہ قافلہ سے معلوم ہوا کہ وہ قافلہ کھاری ینبع میں بوجہ رو آنے کے غرق ہوگیا''۔ (تذکرۃ العابدین ص۸۴ ج۱)

میاں رحمت اللہ شاہ صاحب دیوبند آئے، انہوں نے فیض یاب ہونے کے لیے آپ کی بابت خواب میں دیکھا تھا۔ وہ پٹھان پورہ کی مسجد میں تقریباً چھ ماہ رہے (پہلے بھی اکتالیس چلے ریاضت کرے ہوئے تھے) بالآخر مجاز ہوکر بہاولپور چلے گئے۔ ان کے اجازت نامہ پر پیر جی محمد انور صاحب کے بھی دستخط اور مہر لگائی گئی۔ (تذکرہ ص۸۲ ج۱)

ایک دفعہ ایک سندھی بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ دورانِ ملاقات حاجی صاحب کے ایک جذب کی سی کیفیت ہوئی آپ اُن سے سندھی میں باتیں کرنے لگے حالانکہ آپ سندھی بالکل نہیں جانتے تھے۔ (تذکرہ ص۷۹)

حلم وعفو :

آپ اکثر یہ فرماتے کہ جو مجھ کو صبح سے شام تک بُرا کہتا ہے میں اُس کو رات کو معاف کردیتا ہوں اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے فقیر وہ ہے جو برا کہنے والے کو بھی بُرا نہ کہے اور کوئی بدنی یا قلبی یا عملی تکلیف نہ پہنچائے اُس کی رضا پر راضی رہے۔ البتہ اس وقت آپ کو بہت غصہ ہوتا تھا جب آپ سے کوئی کہہ دیتا کہ فلاں نے جائز کو ناجائز اور حرام کو حلال اور حق کو ناحق کیا ہے اس وقت تو جو سامنے آتا تھا بگڑ جاتے تھے مگر پھر کچھ دیر بعد غصہ رفع ہوجاتا تھا۔ (تذکرۃ العابدین ص۸۴)

صاحب تذکرہ نے آپ کی بہت سی کرامات لکھی ہیں اور اہلِ دیوبند میں خبر مستفیض بلکہ تواتر قدر مشترک کے طور پر آپ کی کرامات منقول چلی آرہی ہیں رحمہ اللہ رحمۃ واسعہ۔ بتوفیقِ الٰہی آپ سات بار سعادت حج سے مشرف ہوئے۔ تقبل اللہ مناومنہ.

حضرت حاجی محمد عابد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکابر دارالعلوم دیوبند میں نہایت جلیل القدر بزرگ ہیں لیکن آپ کے احوال بھی یکجا نہیں ملتے جس کی بناء پر آپ کی شخصیت سے بقدر ضرورت بھی تعارف نہیں ہوتا۔ آپ کے احوال یکجا کر کے کوئی مضمون نہیں لکھا گیا۔ حضرت اقدس مولانا السید حسین احمد المدنی نوراللہ مرقدہٗ کو یہ بات پسند نہ تھی کہ ان کے احوال مبارکہ کو زاویہ خمول میں رہنے دیا جائے۔ مناسب معلوم ہوا کہ اس موقع پر ان کی ذاتِ گرامی کے تعارف پر ایک مقالہ لکھ دیا جائے۔ اس لیے یہ مضمون مختلف کتابوں سے مرتب کر کے لکھا ہے۔

حضرت حاجی صاحبؒ اور پان :

۱۱؍جولائی ۷۷ء/۲۳؍رجب ۹۷ھ کو حضرت مولانا المحترم الحاج القاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند جامعہ مدنیہ میں تشریف لائے۔ پان پیش کیا جانے لگا تو آپ نے ازراہِ خوش طبعی فرمایا کہ ایک شاعر نے کتھا چونہ پان چھالیہ ایک شعر میں جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔

چھالیا غم نے ترے ورنہ میں ایسا کدتھا
پان سو تو نے کہیں چونہ کبھی میں نے کی

پھر پان میں کتھ چونہ لگانے کا ذکر آیا تو ارشاد فرمایا میرا مسلک وہی ہے جو حضرت حاجی عابد حسین صاحب کا تھا وہ فرمایا کرتے تھے کہ ''پان پر چونہ کی ایک لکیر پھیر کر باقی کتھا لگا دیں''۔

حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عادات طیبہ گفتگو مقولے اور کرامتیں جمع کی جاتیں تو صحیح واقعات کی یقیناً ضخیم کتاب بنتی۔

علالت ووفات :

حضرت حاجی صاحب کو ۱۹؍ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ کو بخار ہوا۔ اور کچھ سینہ میں درد ہوا اور غفلت زیادہ ہوئی مگر یہ سب کو معمولی سی بات معلوم ہوتی تھی کیونکہ اکثر ایسا ہوتا تھا اور نماز کے وقت ہوش ہوتا تھا چنانچہ اب کی مرتبہ بھی یہی خیال تھا مگر جمعرات کے روز ۲۷؍ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ کو زیادہ طبیعت خراب ہوئی اور قریب ساڑھے چار بجے کے آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا بجا ہے۔ عرض کیا گیا کہ چار بج چکے ہیں آپ نے عصر کی نماز کے واسطے کانوں پر ہاتھ رکھے اور فوراً وصال ہوگیا۔ جمعہ کے روز ۲۸؍ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ کو گیارہ بجے کے بعد قریب مزار شیدا صاحب مدفون ہوئے۔ (تذکرہ ص ۸۹)۔

قبرستان قاسمی کے شمال میں قدرمائل بمشرق آپ کا خام مزار ایک چبوترہ پر واقع ہے اب یہ قبرستان آپ ہی کے نام سے موسوم ہے۔ قبرستان قاسمی اور اِس قبرستان میں کچھ ہی قدم کا فاصلہ ہے۔ آپ کی تاریخ وفات کے مختلف اشعار ہیں۔

بکش احمدا آہ از رحلتش لقد فاز فوزاً عظیماً بگو

(تذکرہ ص ۸۹)

رحمه الله وجزاه عنا وعن جميع المسلمين خيرا. آمين

آپ کے ان چار خلفاء کا آپ کے سامنے وصال ہوگیا۔ پیرجی حاجی محمد انور صاحب وہدایت شاہ صاحب۔ نعیم شاہ صاحب ورحمت اللہ شاہ صاحب۔

پیر جی محمد انور صاحب رضوی جن کا وصال ۲۰ رجمادی الاولیٰ ۱۳۱۲ھ کو بمقام دیوبند ہوا اُن کے خلیفہ مولوی امانت علی صاحب نکودر ضلع جالندھر میں موجود ہیں۔ (تذکرۃ العابدین ص ۸۹)

قطعہ تاریخ وفات اندوہ سمات جناب حاجی محمد عابد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تصنیف مولوی احمد حسن صاحب دیوبندی

گزشت عارفے کاملے سیدے، کہ دیدار حق بود دیدار اُو
ہم آں بست و ہفتم ز ذلحجہ بود، بوصلِ خدا رفت بشاش رُو

بگفتند یش حاجی عابد حسین، خدارا مُذَکِّر دیدے روئے اُو
بادینہ قبل از نماز جمعہ، شدہ دفن در شاہ شیدائے ہُو

بدہ اول عصر یوم الخمیس، کہ عابد بدرگاہ حق کرد رُو
دریغا چنیں چشمۂ فیض رفت، کہ مقطوع از خلق شد فیض اُو

بکش احمدا آہ از رحلتش
لقد فاز فوزا عظیما بگو

(تذکرۃ العابدین ص ۸۹ ج ۱)

قطعات تاریخ وفات از جناب محمد خان صاحب غریب سہارنپوری

بحرِ ہستی کی بھری ہے کیا ترے سر میں ہوا
ہے حباب آسا تیرا اے بیخبر نقشِ حیات

آٹھ آٹھ آنسو رُلائے گا شکرِ خندہ تجھے
ایک دن چکھنا ہے غافل تلخیِ زہرِ ممات

جب مزا ہے بیٹھے بیٹھے بار لائے نخلِ عمر
خشک لب کیوں ہے میاں چشمہ آبِ حیات

کر نظارہ حادثوں کا چشمِ عبرت کھول کر
جا رہے ہیں وہ کہ تھی فخرِ زمانہ جن کی ذات

موت نے اِک دم اُٹھائے فیض کے دریا سے گرد
گئے دنیا سے رخصت عابد عالی صفات

خلد میں ہو عابد والا گہر کا گھر غریب
یہ دعا وہ ہے کہ ہے جس سے عیاں سالِ وفات

ایضاً منہ

ہست ایں رسم کہن در روزگار
چوں اجل آید ہمی گوید کہ خیز

روز آں واری کہ بر شیرے زنی
باقضا کے میتواں کردن ستیز

چوں عروسِ مرگ می خواہی شدن
رو بدست آور ہمہ ساز جہیز

خوں چہ میریزی بمرگ دیگراں
بر مآل خویشتن خونے بریز

گر خصالت چوں محمد عابد است
کن بروں از سر خیال رستخیز

زانکہ رضواں گفت بر مرگش غریب
عابد آمد در بہشت عطر بیز

۱۳۳۱ھ

الیضاً منہ

حاجی عابد کہ دیوبند میں تھا نیک رُو نیک خو خجستہ صفات
محو رہتا تھا زاہدوں کی طرح ذکر و شغل و نماز میں دن رات
تھی زمانے کی خوبیاں اُس میں ذاتِ عالی تھی مجمع الصفات
تھا فرشتہ بشکل انسانی جیسے ظلمات میں ہے آبِ حیات
اس لیے اے غریب غور سے دیکھ
افضل الفاضلین ہے سال وفات

۱۹۱۳ء

قطعۂ تاریخ تصنیف حکیم مولوی سید محمد ممتاز علی صاحب مرادآبادی

محبِ خدا حاجی عابد حسین کہ بودند شیخ زمان و زمین
سرورش از وصال ممتاز گفت مدار الہام بہشت برین

۱۳۳۱ھ

(تذکرۃ العابدین ص ۱۹ ج۱) (جاری ہے)

دعاءِ صحت کی اپیل

جامعہ مدنیہ جدید کے مخلص و ہمدرد رکن کمیٹی کے محترم و مکرم چودھری غلام سرور صاحب دل کے آپریشن کے بعد ماشاء اللہ رو بصحت ہیں قارئین کرام سے اُن کی مکمل صحت یابی کے لیے دعاءِ صحت کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ چودھری صاحب کی عمر میں برکت عطاء فرما کر صحت وسلامتی عطا فرمائے۔ آمین۔ جامعہ اور خانقاہ حامدیہ میں اُن کی صحت کے لیے خصوصی دعاء کی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

جامعہ مدنیہ جدید میں ایک پُر وقار تقریب

گزشتہ ماہ ۲۱رشعبان /۷راکتوبر کو دارالعلوم دیوبند کے ناظم تعلیمات اور اُستاذ الحدیث حضرت مولانا سیّد ارشد صاحب مدنی دامت برکاتہم پاکستان تشریف لائے۔ ہوائی اڈہ سے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم اوراساتذہ واراکینِ جامعہ جدید اور مقامی ذمہ دارانِ جمعیت علماء اسلام کی معیت میں حضرت سید ھے جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ تشریف لائے اور بعد عشاء جامعہ مدنیہ جدید کے طلباء اور بڑی تعداد میں جمع ہونے والے مہمانانِ گرامی سے خطاب فرمایا۔ ان کے خطاب سے قبل امیر جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے افتتاحی بیان فرمایا۔ قارئین کرام ہر دو حضرات کے بیانات ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)

بیان حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم
امیر جمعیت علمائے اسلام

❀❀❀

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰة والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین وعلٰی والہٖ وصحبہٖ ومن تبعھم الی یوم عظیم امابعد!

مہمانانِ گرامی! حضرت اقدس مولانا سیّد ارشد مدنی برکاتہم العالیہ کو ہم سب سرزمین پاکستان پر سرزمین لاہور پر اور جامعہ مدنیہ جدید کے اس احاطہ میں تشریف آوری پر دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتے ہیں اور اپنے اندر اِن کی موجودگی کو اپنے لیے سعادت کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ حضرت مولانا جب ہمارے پاس تشریف لاتے ہیں تو ظاہر ہے کہ اُن کی شخصیت کے ساتھ ایک تاریخ وابستہ ہے وہ سارا تاریخی پس منظر ہماری نظروں کے سامنے ہوتا ہے ایک طرف مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند کا تصور دوسری طرف حضرت شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی نوراللہ

مرقدہ وقدس اللہ سرہ العزیز کی یاد، اور ظاہر ہے کہ نہ دارالعلوم دیوبند محض ایک چاردیواری کا نام ہے اور نہ حضرت شیخ الاسلام محض ایک شخصیت کا نام ہے۔ یہ ہماری اس پوری جماعت کے لیے ہمارے اس مسلک حقہ کے لیے ایک متاع عزیز ہے۔ آج ہم جس علمی ماحول میں بیٹھے ہیں یہ اُسی درخشندہ آفتاب کی کرنیں ہیں یہ اُسی کی روشنی ہے جس میں ہم دین اسلام کا اور علوم اسلام کا ایک حصہ پا رہے ہیں اس کی روشنی میں ہم چل رہے ہیں اس واسطہ پر ہمیں اعتماد ہے جس کو ہم اپنے مستقبل کی کامیابی کا سبب سمجھتے ہیں اور اس کو ہم آخرت اور عقبیٰ کی نجات کا سبب سمجھتے ہیں دنیوی اعتبار سے بھی جس پر اعتماد ہو اور اُخروی اعتبار سے بھی جس پر اعتماد ہو میں سمجھتا ہوں یہ وہ رشتہ ہے جس رشتہ کو پھر توڑا نہیں جاسکتا۔ مادی دنیا میں توڑ پھوڑ آجاتی ہے مادی دُنیا کی جغرافیائی حدود ہوتی ہیں لیکن رُوحانی دُنیا کی کوئی جغرافیائی حدود نہیں ہوا کرتیں۔ مادی دُنیا کو تقسیم کیا جاسکتا ہے لیکن رُوحانی دنیا کو تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔ ہم رب ذوالجلال کے شکر گزار ہیں کہ اُس نے ہمیں اس متاعِ عزیز سے نوازا ہے اس بڑے سرمائے سے نوازا ہے اور یہ عظیم الشان نسبت اللہ نے ہمیں بھی عطا کی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مولانا کو دارالعلوم دیوبند سے براہِ راست نسبت ہے۔ دارالعلوم کے فضلاء میں سے بھی ہیں اور دارالعلوم کے اساتذہ میں سے بھی ہیں اور استاذ الحدیث ہیں۔ حضرت شیخ الاسلامؒ سے آپ کو براہِ راست نسبت ہے آپ اُن کے فرزندِ ارجمند ہیں لیکن جو علمی، فکری اور نظریاتی نسبت اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو عطا کی ہے یہ ہم سب کے لیے سرمایہ افتخار ہے اور یقین جانیے تین سال قبل پشاور میں دارالعلوم دیوبند کا ڈیڑھ سو سالہ اجلاس جو ہم نے منعقد کیا ہمیں یہ توقع نہیں تھی کہ مسلمانانِ پاکستان اس قدر عقیدت کا اظہار کریں گے لیکن جب ہم نے قوم کو بلایا اور دارالعلوم دیوبند کے نام سے لوگوں کو بلایا تو آپ میں سے بہت سے ساتھی ایسے ہوں گے جنھوں نے اس منظر کو دیکھا ہوگا جب تین روز تک ایک ہی سرزمین پر ۲۰ لاکھ سے زیادہ مسلمان جمع ہوئے اور پاکستان کی تاریخ میں اُس اجتماع نے ایسا نقش چھوڑا ہے کہ جہاں بڑے بڑے واقعات ہماری تاریخ کا حصہ ہیں وہ اجلاس بھی ہماری تاریخ حصہ بن گیا۔ اس سب کچھ کے پیچھے کس کی محنت ہے؟ اس سب کچھ کے پیچھے کی قربانیاں ہیں؟ یہ خود بخود نہیں ہوا بلکہ اس کی پشت پر کئی ہیں جن کی محنتوں نے آج انسانیت کو یہ شعور عطا کیا، حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ، حجۃ الاسلام حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ اور اس جماعت نے اپنے وقت میں جس بات کی بنیاد رکھی، اللہ کی طرف سے ایسی قبولیت عطا ہوئی کہ آج بھی اس کی قبولیت کے مظاہر دنیا کے کونے کونے میں نظر آرہے ہیں۔

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے دارالعلوم کی فکر کو اس کے نظریہ کو چاہے ہم اس کو ہندوستان کی آزادی کے

حوالہ سے دیکھیں چاہے ہم اُمتِ مسلمہ کے ایک اسلامی پلیٹ فارم پر مجتمع ہونے کے حوالہ سے دیکھیں اور پھر حضرت شیخ الہندؒ کی تحریک کو حضرت شیخ الاسلامؒ نے جس انداز سے منظم کیا چاہے وہ جمعیت علماء کی صورت میں ہو چاہے وہ دارالعلوم کی صورت میں ہو آج ہمارے پاس ان دونوں کا امتزاج اس طرح موجود ہے۔ دارالعلوم دیوبند ہو یا جمعیت علماء یہ ایک ایسا امتزاج ہے کہ الحمد للہ آج بھی یہ امتزاج بدستور برقرار ہے۔ اگر آپ دارالعلوم دیوبند کی بنیاد کو تلاش کریں گے تو اُس کی اساس اور بنیاد میں آپ کو ''محمود'' ایک طالب علم کی صورت میں ملے گا اور اگر جمعیت علماء کی بنیاد کو تلاش کریں گے تو آپ کو جمعیت علماء کی بنیاد میں وہی ''محمود'' شیخ الہند محمود حسن کی صورت میں نظر آئے گا جو کچھ آج یہاں پر ہے یہ اُن نظریات کا تسلسل ہے۔ اُمتِ مسلمہ کی خیر خواہی، اسلامی علوم کا فروغ اور اس شعور کی تروتازگی اور جہاں جہاں بھی اس حوالہ سے محنت ہو رہی ہے یہ اُسی شجرِ مبارکہ کے پھل ہیں اُس شجر کے سائے میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں اور یقیناً جب کبھی امیر الہند حضرت مولانا سیّد اسعد صاحب مدنی دامت برکاتہم تشریف لاتے ہیں یا حضرت مولانا سیّد ارشد صاحب مدنی دامت برکاتہم تشریف لاتے ہیں تو اِن کا ہم پر احسان ہوتا ہے اور ہم براہِ راست ایسے محسوس کرتے ہیں جیسے اُس شجرہ سایہ دار کی چھاؤں کی ٹھنڈک ہم محسوس کر رہے ہیں ہمارے اندر ایک تروتازگی آجاتی ہے ایک بہار آجاتی ہے رب العزت اس خانوادہ کو اسی طرح تروتازہ رکھے۔ دارالعلوم اور حضرت شیخ الاسلامؒ کے اس خاندان کو رب العالمین دین کے علم سے شائستہ اور حسین رکھے اور دین کی اور علمِ دین کی جو نکہتیں وہاں سے پھوٹتی ہیں رب العزت اُس کی مہک کو اسی طرح تروتازہ رکھے۔

میں آج اپنی گفتگو کو صرف حضرت کی خوش آمدید تک محدود رکھنا چاہتا ہوں۔ ہماری اور آپ کی باتیں ہوتی رہتی ہیں زندگی رہے گی تو انشاء اللہ باتیں بھی رہیں گی اور چلتی رہیں گی۔ مولانا سفر سے آئے ہیں اور سیدھے ہم یہاں (جامعہ مدینہ جدید) اُن کو مجلس میں لائے ہیں غالباً ہم نے ابھی تک انھیں نہ چائے پلائی ہے اور نہ اُن کی بطورِ مہمان کے ابھی تک آؤ بھگت ہوئی ہے۔ سیدھا لا کر ہم نے اُن کو جلہ کی مشقت سے دوچار کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مشقتوں کو قبول فرمائے اور آپ حضرات نے جس محبت کا اظہار کیا ہے یقیناً ہم سمجھتے ہیں کہ یہ پورے ملک کے اور اہلِ اسلام اور پاکستانیوں کے جذبات ہیں احساسات ہیں، ہم دل کی گہرائیوں سے آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ کی پند و نصیحت کو سُنیں اور میرے خیال میں ہمارے سلمان گیلانی صاحب نے اشعار میں جو کچھ کہا خوش آمدید کے لیے تو وہ کافی تھا رب العزت اُسے قبول فرمائے و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بیان حضرت مولانا سیّد ارشد صاحب مدنی مدظلہم

اُستاذ الحدیث دار العلوم دیوبند

الحمد للّٰہ نحمدہٗ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہ ونشھد ان سیّدنا ومولانا محمدا عبدہٗ ورسولہ امابعد !

عزیز طلباء! آپ حضرات نے دل کی گہرائیوں سے اس غریب الوطن مسافر کا جس طرح استقبال کیا اور جس محبت کا اظہار کیا میں تہہ دل سے آپ حضرات کا شکر گزار ہوں۔ میرا اور آپ کا رشتہ ایک تو اسلامی رشتہ ہے اور تمام عالم کے مسلمان اس رشتے میں آپس میں جڑے ہوئے ہیں اس کے علاوہ ایک دوسرا رشتہ ہے وہ اکابر اور اسلاف سے وابستگی کا رشتہ ہے۔ وہ رشتہ ہمارا بڑا مضبوط رشتہ ہے اس لیے کہ وہ ہماری دُنیا نہیں ہے بلکہ وہ ہمارا دین ہے اور ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ وابستگی موت کے بعد قیامت کے دن ہماری سرخروی کا سبب بنے گا۔ ہمارے اکابر جس کو ہم اسلاف سے تعبیر کرتے ہیں اُن کے کارنامے بہت ہیں اُن میں ایک کارنامہ جہادِ حریت بھی ہے لیکن یہ اصل کارنامہ نہیں ہے۔ وقت کی ایک ضرورت تھی وہ کفن بردوش باہر نکلے اور جو کچھ کر سکتے تھے اور ایک خارجی حکومت کو ملک سے نکالنے کے لیے جتنی قربانی دے سکتے تھے اُنھوں نے سوڈیڑھ سو سال میں وہ قربانی پیش کردی یہاں تک کہ خدا نے نصرت فرمائی اور اُنھیں کامیابی دی اور بہت بڑا کارنامہ وہ درحقیقت وہ ''مسلک دیوبند'' ہے جو ساری دُنیا کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

مسلک دیوبند وہ ہر باطل اور ہر غلط عقیدے کے مقابلے میں انھوں نے پیش کیا ہے جو درحقیقت اُن کی اپنی کوئی خانہ زاد چیز نہیں تھی بلکہ وہ وہی عقیدۂ صادقہ ہے جس کو جناب رسول اللہ ﷺ نے پیش فرمایا تھا ہندوستان کی سرزمین میں جہاں وہ عقیدۂ (اہلِ سنت) مدھم پڑ رہا تھا اور بدعات غالب آرہی تھیں انھوں نے ہر قربانی کو پیش کیا اور اس عقیدہ کو ہندوستان کے اندر رائج کیا جس کو ہم عقیدہ صادقہ کہتے ہیں اور خدا نے ان کو اتنی قبولیت عطا فرمائی اتنی قبولیت عطا فرمائی ساری دُنیا کے اندر کوئی شخص دیوبند کو دیکھے ہوئے ہے یا نہ دیکھے ہوئے مگر اُس عقیدہ کا ماننے والا اپنے آپ کو (اہلِ سنت والجماعت) دیوبندی کہلاتا ہے اور دُنیا اُسے دیوبندی کہتی ہے۔ یہ ان کا ایسا کارنامہ ہے اور خدا کی طرف سے ایسی نصرت

اور قبولیت ہے کہ جو ساری دُنیا کے اندر رائج ہے۔ ہم اور آپ اس سلسلہ کے اندر الحمدللہ جُڑے ہوئے ہیں۔ یہ ایسی مضبوط چیز ہے اور اس کی جڑیں اتنی گہری ہیں ہوسکتا ہے کہ آپ کو اس کا احساس نہ ہو مگر پوری دُنیا اس کا احساس کرتی ہے۔ آپ کا دُشمن اس کا احساس کرتا ہے۔

میں ایک مرتبہ انگلینڈ میں گیا ہندوستان میں علی گڑھ کے پروفیسر تھے بڑی معرکۃ الآراء کتابیں لکھیں تصوف کے اُوپر بڑی اچھی اچھی کتابیں ان کا نام خلیق احمد نظامی ہے اُن کے ایک بیٹے ہیں ڈاکٹر فرحان کوئی مذہبی آدمی نہیں ہیں شکل و صورت سے جس طرح کے کالجوں یونیورسٹیوں کے پڑھے ہوئے ہوتے ہیں وہ ایک یونیورسٹی ہے آپ نے نام سنا ہوگا ساری دُنیا میں مشہور ہے آوکسفورڈ یونیورسٹی، اُس کا جو شعبہ اسلامیات ہے وہ اُس کے ہیڈ ہیں۔ میں ایک مرتبہ گیا تو میرے چھوٹے بھائی تھے، اُن کا اُن سے تعارف تھا وہ مجھ سے کہنے لگا کہ تم جا رہے ہو تو اُن سے ملنا میں نے وہاں جا کر لوگوں سے پوچھا تو اُن کا فون نمبر مل گیا میں نے اُن سے بات کی اور بات یہ طے ہوئی کہ صبح کی چائے میرے ساتھ پئیں میں اپنے دو چار ساتھیوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا۔ میں نے اس سے پہلے اُنھیں نہیں دیکھا تھا میں نے دیکھا کہ جس طرح کے کالجوں اور یونیورسٹیوں کے لوگ ہوتے ہیں لباس کے اندر، شکل وصورت کے اندر جوان آدمی ہیں، گفتگو ہوتی رہی چائے کے اوپر تو وہ خود کہنے لگے کہ میں کوئی مذہبی آدمی نہیں ہوں جس طرح کے لوگ ہوتے ہیں یونیورسٹیوں کے میری زندگی تو ایسی ہے لیکن یہاں ایک کانفرنس ہوئی تھی یورپ اور امریکہ کی جس کا عنوان تھا ''Fundamentalism'' فنڈامینٹلزم ''بنیاد پرستی'' اس کو کہئے مذہبیت اصل میں تو یہ (لفظ) عالمی جنگ کے اندر یہودیوں کے مقابلہ میں وضع ہوا تھا لیکن وہ تو پس پردہ چلے گئے اب مسلمانوں کے اس طبقہ کو جو اپنی زندگی کو مذہبی بناتا ہے اور اسی مذہب کی طرف دعوت دیتا ہے اُس طبقہ کو کہا جاتا ہے کہ یہ ''بنیاد پرست'' ہے یہ موضوع تھا کانفرنس کا۔ کہنے لگے مجھے دعوت دی میں بھی گیا مجھے کچھ بولنا تو تھا نہیں لیکن سنتا تھا کہ کیا کہہ رہے ہیں کیا بات ہے؟ مجھ سے کہنے لگے صبح سے شام تک جو لوگ آئے ہوئے تھے بڑے بڑے پروفیسر وہ تقریر کرتے رہے اور سب کا حاصل یہ تھا کہ اب دُنیا کو سب سے بڑا خطرہ بنیاد پرستی سے ہے مطلب یہ ہے کہ دو طاقتیں تھیں ایک سرمایہ دارانہ نظام تھا دنیا میں اُس کے مقابلے کے اندر ایک کمیونسٹوں کا اپنا قائم کیا ہوا نظام تھا اُن کا آپس میں ایک دوسرے سے مقابلہ تھا لیکن کمیونزم کو شکست ہوگئی تو اب کہتے ہیں کہ دُنیا کے اندر کسی طاقت سے دُنیا کو خطرہ ہے تو وہ بنیاد پرستی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم دُنیا کو دعوت دیتے ہیں آگے بڑھو اور یہ دعوت دیتے ہیں کہ چودہ سو سال پیچھے جاؤ۔ ہم دُنیا کو ترقی کی طرف لے جانا چاہتے ہیں یہ دُنیا کو پیچھے اور چودہ سو سال پیچھے لے جانا چاہتے ہیں۔ اب دُنیا کو یہ خطرہ ہے کہ اگر ان کی آواز کے اندر طاقت پیدا ہوگئی اور یہ بیل سر چڑھ گئی تو ہم دنیا کو ترقی کے جس راستے پر لے جانا چاہتے ہیں دنیا اس ترقی کو حاصل نہیں کر رہی یہ ایک ذہن دینا چاہتے ہیں۔ وہ مجھ سے کہنے لگے مجھے حیرت ہوئی کہ جب

آخر میں تمام گفتگو کا نچوڑ آیا تو یہ متفق علیہ طریقہ کے اُوپر یہ چیز آئی کہ اب Fundamentalism بُنیاد پرستی کا مرکز ساری دُنیا کے اندر ہندوستان ہے۔ مجھ سے وہ کہنے لگے کہ میں کوئی مذہبی انسان نہیں ہوں لیکن میں نے یہ سوچا کہ اس سے بہترین دلیل ہمارے اکابر کی کامیابی کی دُنیا میں کوئی اور نہیں ہے انھوں نے جو نشانہ لگایا تھا وہ بالکل اپنی جگہ کے اُوپر جا کر لگا اور جس کدوکاوش کے اندر انھوں نے اپنی زندگی کو گزارا وہ اُس کے اندر سو فیصد کامیاب ہیں۔ میں یہ سوچنے لگا وہ کیا بنیادیں ہیں جن بنیادوں کو یہ کہا جارہا ہے کہ وہ ہندوستان کے اندر گڑی ہوئی ہیں، مضبوط ہیں اور ساری دُنیا میں پھیل رہی ہیں اور اُن کا خطرہ پورے عالم کو ہے تو وہ آگ کہیں پورے عالم میں پھیل نہ جائے۔

وہ کون سی طاقت ہے ہندوستان کے اندر، میں آپ سے کہتا ہوں کہ وہ دو چیزیں ہیں جن کا مرکز ہندوستان ہے اور ساری دُنیا کے اندر پھیلی ہوئی ہیں ایک تو "تبلیغی جماعت کا نظام" اس کی بنیاد ہندوستان ہے۔ حضرت مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے تلامذہ میں سے ہیں انھوں نے بُنیاد ڈالی خدا نے اسے قبول کیا آپ دُنیا میں کہیں چلے جائیے آپ کو اس جماعت کے ماننے والے اس جماعت کے لیے کام کرنے والے افراد ملیں گے۔ ہمارے مُلک کے اندر تو الحمد للہ مختلف تنظیمیں ہیں جماعتیں ہیں جو دین کا کام کر رہی ہیں یورپ اور امریکہ کے اندر جہاں مدارس نہیں ہیں وہاں اگر کسی انسان کے لباس اور شکل وصورت پر اسلامی آثار نظر آتے ہیں تو آپ پوچھیے "جماعت" جواب ملے گا آپ کو۔ اس کے علاوہ ایک دوسری چیز "دارالعلوم دیوبند" ہے۔ اس ڈیڑھ سو سال کے اندر جو کام وہاں کے فضلاء نے کیا ہے دعوت وتبلیغ کا اور تاسیس مدارس کا، احیائے دین کا مختلف سطحوں کے اُوپر، دیہاتی سطح کے اُوپر، تحریری سطح کے اُوپر تدریس کی سطح کے اُوپر، تبلیغ کی سطح کے اُوپر، ڈیڑھ سو سال میں اس نے ساری دنیا کے اندر اپنے آثار چھوڑے ہیں۔ ڈیڑھ سو سال کے اندر پچاسوں ہزار تو وہ لوگ ہیں جنھوں نے براہِ راست دارالعلوم سے استفادہ کیا اور پچاسوں لاکھوں افراد وہ ہیں کہ جنھوں نے بالواسطہ ایک واسطہ سے دو واسطے سے تین واسطے سے پانچ واسطوں سے دس واسطوں سے آج تک دارالعلوم دیوبند سے استفادہ کیا۔ وہ بھی اولاد ہے کوئی پوتا ہے کوئی پڑپوتا ہے کوئی سکڑ پوتا ہے ایک سلسلہ چل رہا ہے ہمیں اس کا احساس نہ ہوتا اگر ہم ہندوستان کی سرزمین سے باہر نہ نکلتے تو ہمیں اس کا احساس بھی نہ ہوتا کہ دیوبند کی شاخیں کہاں تک پھیلی ہوئی ہیں۔ افریقہ میں جائیے افریقہ کے جنگلات کے اندر جائیے جہاں آدمی کالے جانوروں جیسے زندگی بسر کر رہے ہیں ہمیں حیرت ہوگئی زنبیا ملادی کے اندر۔ دیکھا کہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں بھئی کہاں کے پڑھے ہوئے ہیں دارالعلوم کے پڑھے ہوئے ہیں یا دارالعلوم کے پڑھے ہوئے لوگوں نے جن مدرسوں کی بنیاد رکھی ہے اُن سے پڑھے ہوئے ہیں اور کیا کر رہے ہیں دین کی تبلیغ کر رہے ہیں بچوں کو قرآن سُناتے ہیں میں نے کہا کہ بھئی ہمارے بچے اتنا اچھا نہیں پڑھتے جتنا اچھا آپ کے بچے پڑھتے ہیں۔ اس کے علاوہ بنیاد پرستی اسلام کی بنیاد پرستی کی کوئی

اور چیز ہندوستان میں ایسی نہیں ملے گی جو سارے عالم کے اندر پھیلی ہوئی ہو۔

اب میں ایک اور بات کہتا ہوں کہ اصل جماعت تبلیغ نہیں ہے اصل "دیوبند" ہے کیوں؟ اس لیے کہ جماعتِ تبلیغ دُنیا کو عقیدہ وہ دیتی ہے جو دیوبند کا عقیدہ ہے اور جہاں سے جماعت کو نکالا جاتا ہے بستر پھینک دیئے جاتے ہیں مسجدوں کو دھویا جاتا ہے وہ کہتے ہیں یہ دیوبندی کافر ہیں انھیں مسجد میں نہ گھسنے دو۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جماعت کی شناخت اور شہرت دیوبندی ہونے میں ہے۔ جماعت کا جو کام ہے جماعت جو مسلک دیتی ہے جو عقیدہ دیتی ہے جس رُخ پر انسان کو لے کر چلنا چاہیے وہ وہی تو ہے جو حضرت شیخ الہندؒ اور اُن سے پہلے حضرت گنگوہیؒ اور حضرت نانوتویؒ کا دیا ہوا تھا اس لیے اصل بنیاد مدارس ہیں۔ ہم اور آپ یہ نہیں سمجھتے کہ مدرسہ کی مکتب کی اہمیت کیا ہے؟ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ وہ اسلام کا دُشمن وہاں بیٹھ کر کے یہ کہہ رہا ہے کہ Fundamentalism کی بنیاد ہندوستان میں ہے۔ وہ جان رہا ہے کہ ان مدرسوں کی قیمت کیا ہے؟ اور یہ اُن کے باطل عقیدے کے لیے کتنا بڑا چیلنج ہے۔ اگر دُنیا کو کسی چیز کا خطرہ ہے، کیا مطلب؟ اگر کوئی چیز رُکاوٹ بن سکتی ہے اُس باطل کی ترویج واشاعت میں تو وہ صرف وہی چیز ہے جو ان مدرسوں کے اندر ہے، کیوں؟ اس لیے کہ دنیا بکاؤ مال ہے اگر کہیں کوئی ایک جماعت ایسی پیدا ہو سکتی ہے جو کسی قیمت پر بک نہیں سکتی تو وہ جماعت یہیں سے نکل سکتی ہے........ اور ہمارے اکابر کا یہ طرّہ امتیاز رہا ہے کہ اُن کو کوئی خرید نہیں سکا اُن کے ہم پر احسان ہیں کہ اُن کی مجاہدانہ سرگرمیاں ایسی ہیں جو باقی رہنے والی ہیں لیکن سب سے بنیادی کام یہ ہے۔ یہ کام بڑا پتے مار کام ہے امر بالمعروف ونھی عن المنکر اور باطل کے مقابلے میں مسلکِ صحیح اور عقیدہ صالحہ کو لوگوں تک پہنچانے کا کام یہ بہت مشکل کام ہے اور میں کہتا ہوں امر بالمعروف ونھی عن المنکر ایسی چیز ہے جو اسلام کے اندر بنیادی چیز ہے اللہ نے اور جناب رسول اللہ ﷺ نے قرآن اور حدیث کے اندر اس کو بار بار پیش کیا اس اُمت کی دستگیری اور بچھڑے ہوئے لوگوں کو صراطِ مستقیم پر لانے کے لیے امر بالمعروف ونھی عن المنکر ہے لیکن میں آپ سے کہتا ہوں کہ یہ ایسی کڑوی چیز ہے کہ ہر طبقہ نے اس کو چھوڑ دیا۔ مشائخ نے چھوڑ دیا، علماء نے چھوڑ دیا، مبلغین نے چھوڑ دیا لیکن آپ کے اسلاف نے اس کو کبھی نہیں چھوڑا اُن کی ساری زندگی وہ الآمرون بالمعروف والناھون عن المنکر سے تعبیر تھی۔ اللہ نے اس مسلک کے اندر اسی لیے طاقت پیدا فرمائی اس لیے کہ ان کی قربانیاں عنداللہ بڑی اہم ہیں۔ آپ حضرات میں جوش بہت ہے نعرے بہت لگاتے ہیں بات بات کے اُوپر نعرے تکبیر اللہ اکبر مگر اُردو میں مثل مشہور ہے کہ "جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں ہیں"۔

امر بالمعروف ونھی عن المنکر کے لیے تو بہت صبر کے ساتھ بڑی خاموشی کے ساتھ اپنے دل پر جذبات پر پتھر رکھ کر کام کرنے کی ضرورت ہے، ڈھیلے کھانے پڑتے ہیں پتھر لگتے ہیں تھپڑ مارے جاتے ہیں ذلیل کیا جاتا

ہے بے عزت کیا جاتا ہے۔ایک انسان ہے جس کے دل میں آگ لگی ہوئی ہے کہ وہ نورِ محمدی کو لے کر نکلا ہے اور اُس کو بڑھانا ہے وہ ہر چیز برداشت کرتا ہے اور یہ انبیاء کی سُنت ہے۔حدیث کے اندر آتا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بازار کے اندر، میں نے بازار کے اندر مکہ کے دیکھا کہ دُنیا خرید وفروخت کررہی ہے اور ایک شخص ہے نہ خرید وفروخت کرتا ہے نہ خریدتا ہے نہ بیچتا ہے بس ایک بات کہتا چلا جارہا ہے یا ایھا الناس وحدوا اللّٰہ تفلحوا اے لوگو! ایک اللہ کی عبادت کرو کامیاب ہو جاؤ گے۔فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ کوئی آدمی مٹی اُٹھاتا ہے اس کے منہ کے اُوپر العیاذ باللہ پھینک دیتا ہے وہ مُڑ کر بھی نہیں دیکھتا کہ کون ہے یہ کیا کررہا ہے۔بعض روایات میں آتا ہے کوئی شخص ہے تھوک دیتا ہے اس کی طرف وہ پھر بھی نہیں دیکھتا کون ہے بس ایک چیز ہے وحد وا اللّٰہ تفلحوا فرماتے ہیں میں نے دیکھا پیچھے پیچھے ایک شخص ہے اُس کے ہاتھ میں ڈھیلے ہیں اور وہ پھینکتا ہے مارتا جاتا ہے وہ مڑ کر بھی نہیں دیکھتا کہ کون کیا کہہ رہا ہے اور وہ شخص شور مچاتا ہے یآیھا الناس لا تسمعوا کلامہ انہ کذاب جھوٹا ہے اِس کی بات نہ سنو وہ مُڑ کر بھی نہیں دیکھتے کہ کیا ہورہا ہے دُنیا کیا کہہ رہی ہے کیا کررہی ہے کسی چیز سے کوئی غرض نہیں۔ایک نعرہ توحید ہے وحد وا اللّٰہ تفلحوا فرماتے ہیں میں نے باپ سے پوچھا کہ کون ہے کہا کہ یہ قریشی ہے مکہ کا رہنے والا محمد (ﷺ) نام ہے یہ کہتا ہے کہ خدا نے اس کو نبی بنا کر بھیجا ہے یہ خدا کا پیغام پہنچا رہا ہے۔میں نے پوچھا یہ کون ہے پتھر مار رہا ہے اور کہتا ہے لا تسموا کلامہ انہ کذاب انہوں نے کہا اس کے چچا ہیں ابولہب۔اس لیے امر بالمعروف ونہی عن المنکر تبلیغ دین جو مسلک ہے دیوبند کا اس کو پیش کرنا بڑے دل اور جگر کی بات ہے پھر یہ ان جذبات کی ضرورت نہیں ہے آپ کو اپنے اسلاف کے اُس نقشِ قدم کو اپنانا چاہیے ایسا نقشِ قدم جو ڈیڑھ سو سال میں ''امر'' رہا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک ''امر'' رہے گا۔اس نقشِ قدم پر چلنا چاہیے تو اپنے اندر صبر اور سکون کو پیدا کرنا چاہیے اور ایک نشانہ اپنی زندگی کا بنانا پڑے گا کہ موت کے وقت تک کدھر چلنا ہے، اگر آپ کو اُن کے نقشِ قدم پر چلنا ہے، نہیں تو اُچھلنے کودنے کے تو اور بھی مواقع مل جائیں گے۔یہ میں اس لیے کہتا ہوں کہ دیکھئے آپ کی دیوار کے سائے میں آپ کا پڑوسی آپ کے ملک میں شرابی بھی ہے کبابی بھی ہے جواری بھی ہے زانی بھی ہے بدکار بھی ہے چور بھی ہے ڈکیت بھی ہے آپ کا ملک اس سے خالی نہیں ہے دُنیا خالی نہیں ہے۔آپ کا یہ فرض ہے کہ آپ اُس کے ہاتھ کو پکڑیں اگر آپ نے اُس کے ہاتھ کو نہیں پکڑا تو یاد رکھیے پھر قیامت کے دن آپ کا گریبان پکڑا جائے گا۔

تو وہ امانت جو جناب رسول اللہ ﷺ سے آپ تک پہنچی تھی آپ نے اُس کے حق کو ادا کیوں نہیں کیا پھر جو نحوست بدکاری کی اور اس کی وجہ سے دُنیا میں خدا کی طرف سے جو پھٹکار پڑتی ہے وہ ایسی نہیں ہے کہ جو بدکار ہے وہی اُس کی زد میں آتا ہے بلکہ واتقوا فتنة لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصة دستورِ خداوندی یہ ہے کہ گیہوں کے

ساتھ گھن بھی پستا ہے یہ اسی کی مثل ہے کہ گیہوں کے ساتھ چکی میں گھن بھی پستا ہے، قانونِ خداوندی یہی ہے ہاں بچتا کون ہے وہ بچتا ہے کہ جو گناہگار کا ہاتھ پکڑتا ہے گناہ کے بعد۔ قانونِ خداوندی یہی ہے اس دُنیا کے اندر جہاں منکرات بڑھ رہے ہیں دن بدن بڑھ رہے ہیں اور کیوں بڑھ رہے ہیں اس لیے کہ جو اہلِ مدرسہ ہیں مشائخ ہیں علماء ہیں مبلغین ہیں انھوں نے معروف کو معروف اور منکر کو منکر کہنا چھوڑ دیا ہے۔ میں آپ کو ویسے بتاتا ہوں کہ یہ مدرسے ۴۷ء سے پہلے کتنے تھے آج اُس کے مقابلہ کے اندر پچاس گنا بڑھ گئے ہیں اور مدرسوں میں پڑھنے والے ۴۷ء میں جتنے تھے آج ان سے سوگنا بڑھ گئے۔ دارالعلوم میں ۴۷ء کے اندر سات سو آٹھ سو لڑکے تھے آج ساڑھے تین ہزار لڑکے ہیں اس وقت کا بجٹ مشکل سے دس لاکھ تھا، آج کا بجٹ آٹھ کروڑ روپے سالانہ ہے کہاں سے کہاں مدرسے دیکھئے اللہ اکبر آباد ہیں ماشاء اللہ اور تبلیغی جماعت کو اگر آپ دیکھیں تو اللہ اکبر وہ تو ہزار گنا بڑھ گئی۔ اچھا اب آپ دیکھئے منکرات کتنے بڑھے پچاس سال میں، آپ کو لگے گا کہ پچاس ہزار گنا بڑھ گئے۔ آخر کیا بات ہے؟ بات یہ ہے کہ جن لوگوں پر ذمہ داری تھی **امر بالمعروف اور نھی عن المنکر** کی انھوں نے اس کو ادا نہیں کیا۔

میرے بھائی قانونِ قدرت تو نہیں بدلتا وہ نحوست دوسروں کو بھی کھا جائے گی۔ اور میں ایک مثال دے کر اجازت چاہتا ہوں دیکھئے حضرت داوٗد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے بارے میں قرآن یہ کہتا ہے **وسئلھم من القریۃ التی کانت حاضرۃ البحر اذ یعدون فی السبت اذ تاتیھم حیتانھم یوم سبتھم شرعا ویوم لا یسبتون لا تاتیھم** منع کر دیا گیا کہ سنیچر کا دن عبادت کا دن ہے، یہودیوں کو حکم ہوا کہ سنیچر کے دن مچھلی کا شکار نہیں کرنا۔ نبی نے پیغام پہنچا دیا، اب عجیب بات تھی کہ جب سنیچر کا دن آتا تھا تو مچھلیاں پانی کے اُوپر اُوپر نظر آتی تھیں مگر پکڑی نہیں جا سکتی تھیں اور جہاں سنیچر کا دن گیا تو مچھلیاں غائب، اب صبح سے شام تک بیٹھے ہوئے ہیں افیم کھا کر کے، ملتی ہی نہیں مچھلیاں۔ اب کیا ہوا جب قوم نے انحراف کیا نبی کی بات سے تو اب کیا پتا چلتا ہے کہ ان میں تین طبقے بن گئے ایک تو وہ طبقہ تھا جو گناہ نہیں کر رہا تھا اُن کے ساتھ نہیں تھا اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا دوسرا طبقہ وہ تھا جو گناہ نہیں کر رہا تھا اور گناہ کرنے والوں کا ہاتھ بھی پکڑتا تھا اور تیسرا طبقہ وہ تھا جو گناہ گاروں کا تھا۔ وہ کہاں سے پتہ چلا؟ آگے ہے **واذ قالت امۃ منھم** وہ طبقہ جو گھر میں بیٹھا ہوا تھا گناہ نہیں کرتا تھا لیکن جو لوگ گناہ گاروں کا ہاتھ پکڑ رہے تھے اُن سے یہ کہتا تھا کہ تم پر کیا مصیبت ہے کہ تم روزانہ اُن کے پاس پہنچ جاتے ہو وہ تمہاری سنتے نہیں ہیں وہ تو تمہیں گالیاں ہی دیتے ہیں تمہیں بُرا بھلا کہتے ہیں۔ ارے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو جیسے ہم نے چھوڑ رکھا ہے نہ ہم گناہ کرتے ہیں نہ گناہگاروں کے پاس جاتے ہیں نہ اُن کا ہاتھ پکڑتے ہیں اللہ چاہے گا انھیں ہلاک کر دے گا یا کسی عذاب میں مبتلا کر دے گا تم پر کیا مصیبت ہے۔ تو یہ کیا کہتے تھے۔ **قالوا معذرۃ الی ربکم ولعلھم یتقون** ارے بھائی کل کو اللہ میاں اگر پوچھے گا ہم سے تو ہم کہہ سکیں گے

کہ یا الہ العالمین ہم تو جو کر سکتے تھے وہ ہم نے کر دیا اور ہو سکتا ہے کسی پر ہماری بات اثر کر جائے اور وہ منکر سے توبہ کرے تو سبحان اللہ قیامت کے دن بخشش کا ذریعہ بن جائے گا۔

اب دیکھئے کیا ہوا فلما نسوما ذکروا بہ وانجینا الذین ینھون عن السوء جب بالکل حد پر پہنچ گئی بات، تو ہم نے بچایا۔ کن کو اُنھیں بچایا جو گناہ سے روکتے تھے تو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک قول ہے کہ وہ جو گنہگار تھے وہ اور جو گناہگار نہیں تھے مگر قصور اُن کا تھا کہ گناہگاروں کا ہاتھ کیوں نہیں پکڑا، دونوں کو پیس ڈالا عذاب نے یہ قانونِ قدرت ہے اس لیے نعرہ بازی کی جہاں ضرورت ہو وہاں نعرہ لگاؤ لیکن اصل کام پتہ مارنے کا وہ ہے جو اکابر اور اسلاف نے کیا ہے اس کے اُوپر لگو۔ اپنی زندگی کا نصب العین یہ بناؤ کہ جہالت، منکر، گناہ، شراب کباب، زنا، چوری، ڈکیتی، جھوٹ، غداری اِن کو مٹانا ہے۔ کامیابی کتنی ہوتی ہے یہ تو میرے آپ کے ہاتھ میں نہیں ہے حدیث میں آتا ہے نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن کوئی نبی تنِ تنہا بھی آئے گا کہ الہ العالمین عمر گزار دی اور آپ جانتے ہیں کسی نے قبول ہی نہیں کیا، کوئی صرف ایک اپنا مطیع لے کر کے آئے گا۔ ایک اُمتی، کوئی دو اُمتی لے کر کے آئے گا۔ یہ کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے مگر وہی چیز قالوا معذرۃ الی ربکم قیامت کے دن انسان عذر تو پیش کر سکتا ہے اور دُنیا کے اندر جب عذاب آئے گا منکر کو اختیار کرنے کی وجہ سے منکر کرنے والوں پر تو سنتِ خداوندی ہے کہ تمہاری حفاظت ہوگی ورنہ قانونِ قدرت تو قانونِ قدرت ہے اللہ تو مستغنی ہے۔ ساری دُنیا چلی جائے تو اللہ کی ذات پر کوئی اثر نہیں پڑتا تو میرے بھائی خدا کی ذات تو بڑی مستغنی ہے اپنے انبیاء کو آروں سے چروا دیا، اپنے گھر کے اندر تین سو ساٹھ بت رکھوا کر کے پوجا کروادی۔ میرے بھائی ان چیزوں کو سمجھنا چاہیے اور یہ جو چیزیں ہیں یہ کتاب اور سُنت سے ثابت ہیں۔ اپنی زندگی کا نقشہ اِس کے اُوپر بنانا چاہیے اور یہ عہد کرنا چاہیے کہ جب تک زندہ رہیں گے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں گے اور جو باطل پرستوں کی طرف سے دُشواریاں اور فتنے اُٹھیں گے پتھر کی چٹان بن کر اُس کا مقابلہ کریں گے۔ قرآن کے اندر جو نصیحتیں ہیں حضرت لقمان کی طرف سے یا بنی اقم الصلوۃ وأمر بالمعروف وانہ عن المنکر اور اس کے بعد فرمایا واصبر علی ما اصابک اس کا مطلب کیا ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے نتیجے میں رس گلے کھانے کو نہیں ملیں گے وہ تو ایسی ایسی مشکلات ان کی طرف سے سامنے آئیں گی کہ اگر پہاڑ بن کر کھڑا نہیں رہے گا تو تیرے پیر کے اندر استقامت نہیں رہے گی واصبر علی مااصابک ان ذلک من عزم الامور لیکن آپ لوگ نہیں کریں گے تو اور کون کرے گا۔ معروف کو کون جانتا ہے آپ جانتے ہیں منکر کو کون جانتا ہے آپ جانتے ہیں اور صبر کے نتیجہ میں قیامت میں انسان کو کیا ملے گا آپ جانتے ہیں کوئی اور نہیں جانتا، اس لیے یہ ذمہ داری آپ کی ہے کہ آپ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں۔

میں آخر میں پھر آپ حضرات کی محبت ،عنایت اور استقبال کا تہہ دل سے ممنون اور مشکور ہوں اور میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو اپنے مقاصدِ حسنہ میں کامیابی عطا فرمائے ،علم اور عمل کی طرف لگا دے اور اللہ تعالیٰ ثابت قدمی عطا فرمائے قولِ ثابت عطا فرمائے ۔میں حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں بھی یہاں آیا تھا اس وقت یہاں کچھ بھی نہیں میدان ہی تھا ،اب میں نے دیکھا ماشاء اللہ اتنی عظیم الشان مسجد ہے اور الحمد للہ آپ حضرات ہیں.................اللہ تعالیٰ اس مدرسے کو دِن دُگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور جو خدام ہیں اللہ تعالیٰ اُن کی خدمت کو قبولیت سے بھی نوازے اور نصرت بھی فرمائے صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیّدنا محمد وعلی آلہٖ واصحابہٖ اجمعین ۔

❁❁❁

جامعہ مدنیہ جدید کے تعلیمی احوال

ماہِ شعبان میں ۲۰ روزہ دورۂ صرف ونحو

بروز ہفتہ ۷ رشعبان المعظم سے جامعہ مدنیہ جدید میں دورہ صرف ونحو کا آغاز ہوا اور ۱۶ رشعبان بروز جمعرات اس کی تکمیل ہوئی ، الحمد للہ اس عرصہ میں ملک کے چاروں صوبوں سے آئے ہوئے طلباء نے پورے ذوق وشوق سے تعلیم حاصل کی ۔حضرت مولانا محمد حسن صاحب اور اُن کے معاونین ہمہ وقت طلبا کو بہت محنت سے پڑھاتے رہے ،روزانہ بعد فجر اکثر طلباء سورۂ یٰسین شریف پڑھتے اور بعد عصر تمام طلباء ختم خواجگان میں شریک ہوتے اور اجتماعی دُعاء ہوتی ۔ہر اتوار کو عصر کی نماز کے بعد حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب ہفتہ وار مجلس ذکر کراتے اور اس کے بعد درسِ حدیث دیتے ۔طلباء کی تعداد ساڑھے چار سو پانچ سو کے درمیان رہی اُن کے قیام وطعام کا تمام انتظام جامعہ مدنیہ جدید کی طرف سے ہوا ۔بحمد اللہ پورا تعلیمی عرصہ بخیر وعافیت پورا ہوا تمام اُمور میں اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت شاملِ حال رہی ۔انشاء اللہ تعالیٰ رمضان کے بعد ۱۱ رشوال سے نئے تعلیمی سال کے لیے مختلف درجوں میں داخلے شروع ہوں گے ۔

نوٹ

۲۵ رشعبان کو صبح گیارہ بجے حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب نے طلباء سے الوداعی خطاب کیا قارئین کرام یہ خطاب انشاء اللہ اگلے ماہ ملاحظہ فرمائیں گے ۔

سفیرِ ختمِ نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ

﴿ مولانا مشتاق احمد صاحب، اُستاد جامعہ عربیہ چنیوٹ ﴾

نام ونسب :

مولانا موصوف چنیوٹ میں راجپوت خاندان کے ایک فرد حاجی احمد بخش ولد قادر بخش کے ہاں ۳۱ر دسمبر ۱۹۳۱ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش سے پہلے آپ کے والدین نے خواب میں دیکھا کہ اُن کے سامنے سے روشنی پھوٹ رہی ہے جس سے گردو پیش کا علاقہ منور ہو رہا ہے۔ آپ کے والد محترم نے قریبی مسجد کے امام صاحب کے سامنے خواب بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسا بیٹا عطا فرمائیں گے جو دین اسلام کی خدمت کرے گا اور بکثرت لوگ اس سے استفادہ کریں گے۔ امام مسجد کی یہ تعبیر جس طرح پوری ہوئی محتاج بیان نہیں۔ مولانا چنیوٹیؒ کے آباؤ اجداد میں سے رائے گل محمد نے سب سے پہلے ساتویں صدی ہجری میں اسلام قبول کیا۔

تعلیم وتربیت :

چار سال کی عمر میں آپ کو قریبی مسجد میں حافظ گلزار احمد مرحوم کے پاس ناظرہ قرآن مجید پڑھنے کے لیے داخل کرایا گیا۔ ناظرہ قرآن پڑھنے کے بعد آپ نے اسلامیہ ہائی سکول چنیوٹ میں چھٹی جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ نامساعد گھریلو حالات وجہ سے آپ کو سکول سے ہٹا لیا گیا۔ اس کے بعد کچھ مدت تک والد صاحب کے ساتھ کام میں اُن کا ہاتھ بٹاتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے چونکہ آگے چل کر آپ سے دین اسلام کا کام لینا تھا اس لیے چنیوٹ کے معروف عالم دین (احقر کے رشتہ کے دادا جان) حضرت مولانا دوست محمد ساقی فاضل دارالعلوم دیوبند کی توجہ مولانا چنیوٹی کی طرف مبذول کرادی۔ وہ روزانہ آکر آپ کو بھی ترغیب دیتے رہتے اور آپ کے والد صاحب محترم حاجی اللہ بخش صاحب کی توجہ بھی اس طرح مبذول کراتے رہتے نتیجتاً آپ ۱۹۴۰ء میں مدرسہ آفتاب العلوم محلہ گڑھا چنیوٹ میں داخل ہو گئے۔ وہاں آپ نے مولانا حبیب اللہ سیالکوٹی، مولانا محمد اسلم حیات گجراتی، مولانا غلام محمد گوجرانوالہ اور مولانا دوست محمد ساقی جیسے فضلائے دیوبند سے کسب فیض کیا۔ قیام پاکستان کے وقت ناموافق حالات کی وجہ سے تعلیمی سلسلہ منقطع ہو گیا اور اپنے ماموں محمد اکرم صاحب کے ساتھ پنسار کی دکان پر بیٹھنے لگے۔ پھر مولانا ساقی کے ہمت دلانے پر دوبارہ تعلیم شروع کی اور اُن کے

ساتھ چنیوٹ کے قریبی گاؤں چک سا ہمبل میں چلے گئے، جہاں مولانا ساقی صاحب وہاں کے باشندوں کی دعوت پر ان دنوں درس نظامی کی تدریسی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ یہاں آپ نے کم وبیش چار پانچ سال تعلیم حاصل کی۔

۱۹۵۱ء میں آپ دورۂ حدیث کے لیے جامعہ خیر المدارس ملتان میں داخل ہوئے مگر بعض وجوہ کی بنا پر وہاں سے دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈو اللہ یار (سندھ) چلے گئے۔ وہاں آپ نے حضرت مولانا عبدالرحمان کیمبل پوری، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی، حضرت مولانا سیّد یوسف بنوری اور مولانا اشفاق الرحمٰن کیمبل پوری، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی، حضرت مولانا سیّد یوسف بنوری اور مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلوی رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے یکتائے روزگار اساتذہ کرام سے کسب فیض کیا۔ دورۂ حدیث سے فراغت حاصل کرنے کے بعد ایک سال مزید ٹھہر کر حضرت مولانا عبدالرشید نعمانیؒ سے مقدمہ ابن الصلاح، مولانا بنوریؒ سے انشاء عربی اور مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ سے علم میراث کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب خیر المدارس ملتان دورۂ حدیث میں آپ کے ہم جماعت تھے۔ علم تفسیر کے لیے حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ اور شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ سے مراجعت کی۔ فن مناظرہ میں کمال حاصل کرنے کے لیے دفتر تنظیم اہلِ سنت ملتان میں حضرت مولانا دوست محمد قریشی، مولانا سیّد نور الحسن شاہ بخاریؒ اور حضرت علامہ عبدالستار تونسوی سے ردِّ رافضیت کے موضوع پر تربیت حاصل کی۔

مولانا چنیوٹی مرحوم اپنے اساتذہ کرام کا انتہائی ادب واحترام کرتے تھے۔ مولانا ساقی مرحوم طبعاً سخت مزاج تھے اور جوانی کے زمانے میں طلباء کو سخت سزا دیا کرتے تھے (بعد ازاں احقر کے تعلیمی زمانے میں نسبتاً کچھ تحمل پیدا ہو گیا تھا)۔ مولانا چنیوٹی نے کبھی آج کل کے طلباء کی طرح مدرسہ بدلنے کے بارے میں نہیں سوچا۔ مولانا چنیوٹی کے برعکس ان کے دو ساتھی گستاخانہ رویہ اختیار کرتے تھے۔ ایک تو مولانا ساقی صاحب کے سامنے ہی زیرِ لب بڑبڑاتا رہتا تھا جبکہ دوسرا ڈنڈا پکڑ لیتا اور باقاعدہ مزاحمت کرتا تھا۔ اِن دونوں کو علم نافع نصیب نہ ہو سکا۔ امامت وخطابت سے آگے نہ بڑھ سکے بلکہ امامت بھی باقاعدگی سے نہ کر سکے۔ ''باادب بانصیب'' کے مقولے کے مطابق مولانا چنیوٹی صاحب کو استاذ محترم کے سامنے باادب رہنے کا جو صلہ ملا وہ سب کے سامنے ہے۔

تعلیمی دور سے گزرنے کے بعد بھی جب کہ مولانا پنجاب اسمبلی کے ممبر اور دینی ودُنیاوی وجاہت کے مالک تھے آپ کے باادب ہونے کا یہ منظر بارہا دیکھا کہ مولانا ساقی صاحب چنیوٹی صاحب کے دفتر میں تشریف لاتے تو ابھی وہ دفتر سے باہر ہوتے کہ آپ تمام مصروفیت چھوڑ کر فوراً کھڑے ہو جاتے۔ ادب واحترام سے بات سنتے اور اُن کے تشریف لے جانے کے بعد بیٹھتے تھے۔

تعلیمی خدمات :

۱۹۵۲ء میں آپ تعلیم سے فارغ ہوئے تو مدرسہ دارالہدیٰ چوکیرہ میں تدریسی فرائض سرانجام دینے لگے سنن ابی داوٗد سمیت اعلیٰ درجات کی کتابیں پڑھاتے رہے چوکیرہ ہی میں مولانا غلام محمد صاحب آف عنایت پور بھٹیاں (چنیوٹ) نے آپ سے تعلیم حاصل کی اور اپنے علاقے میں قادیانیوں کولوہے کے چنے چبوائے۔ پچاس سے زیادہ قادیانی مولانا غلام محمد کے ہاتھ تائب ہو چکے ہیں۔

مناظر اسلام حضرت مولانا سیّد احمد شاہ چوکیروی سے آپ کو خصوصی تعلق تھا۔ وہ بھی آپ پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ حضرت شاہ صاحب کے مشورہ سے آپ چوکیرہ چھوڑ کر جامعہ عربیہ چنیوٹ میں بطور صدر مدرس تشریف لائے۔ جامعہ عربیہ ۱۹۵۴ء میں اُستاد القرّ ی قاری مشتاق احمد صاحب قدس سرہ نے چنیوٹ کی شیخ برادری کے تعاون سے قائم کیا تھا، انہیں تن تنہا مدرسہ کا حکم چلانے میں دقت پیش آرہی تھی۔ مولانا چنیوٹی نے قاری صاحب کے اعتماد اور مشورہ سے مدرسہ کا تعلیمی نظام سنبھالا اور شب و روز سخت محنت کر کے اُسے اس بلندی پر لے گئے کہ عوامی و حکومتی سطح پر معتبر بنا دیا اور پورے ملک سے طلبہ تعلیم حاصل کرنے کے لیے آنے لگے تقریباً تیس پینتیس برس تک یہ معمول رہا کہ شہر میں گھر ہونے کے باوجود پورا ہفتہ مدرسہ میں رہتے تھے اور جمعرات کی شام کو تشریف لے جاتے تھے اور جمعہ کی شام کو پھر واپس آجاتے تھے اور جانچ پڑتال کرتے کہ جمعرات کو چھٹی لے کر گھر جانے والے طلبہ میں سے کون واپس آیا ہے اور کون نہیں آیا، فجر کی نماز کس نے پڑھی اور کس نے سستی کی، سستی کرنے والوں کو خود سزا دیتے تھے۔

بہت عرصہ معمول رہا کہ عشاء کے بعد صرف پڑھنے والے طلبہ کو بلا لیتے اور اُن سے صیغے نکلوایا کرتے تھے۔ اگر دو تین دن کے لیے تبلیغی سفر درپیش ہوتا تو جس وقت واپس آتے، خود طلبہ کو بلاتے اور سبق پڑھاتے تھے۔ اُن سے بارہا سنا کہ میں سیالکوٹ، گوجرانوالہ اور راولپنڈی جیسے دور دراز شہروں میں تقریریں کرنے جاتا تھا اور تقریر کے فوراً بعد واپس چل پڑتا اور صبح آکر اسباق پڑھاتا تھا۔ جامعہ عربیہ کے ایک اُستاذ مولانا نذر محمد صاحب حیران ہو کر کہا کرتے کہ "معلوم نہیں تو انسان ہے یا جن ہے"۔

آپ کو صرف ونحو اور علم میراث میں خصوصی مہارت حاصل تھی۔ آپ سے کئی بار سنا کہ لوگ مجھے ردِ قادیانیت کا ماہر سمجھتے ہیں حالانکہ اس سے زیادہ مجھے میراث میں دسترس حاصل ہے۔ جامعہ عربیہ میں باضابطہ مفتی متعین نہ تھا۔ علاقہ کے لوگ مولانا مرحوم سے مسائل پوچھنے کے لیے رجوع کرتے اور آپ زبانی اور تحریری طور پر لوگوں کی رہنمائی کیا کرتے تھے۔ اس طرح آپ نے سینکڑوں فتاوی تحریری طور پر جاری کیے۔

جامع مسجد صدیقِ اکبرؓ محلہ گڑھا چنیوٹ میں آپ نے بحیثیت خطیب تقریباً چالیس سال فرائض سرانجام دیے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں خالص علمی تقریر کرتے تھے جو کہ روایتی خطیبوں کے حشو وزوائد سے پاک اور دلائل سے مزین ہوتی تھی۔ خطابت کا کبھی آپ نے معاوضہ وصول نہیں کیا، علاوہ ازیں دن میں دوبار فجر اور عشاء کے بعد درسِ قرآن دینے کا برسوں معمول رہا۔ قادیانی جامعہ احمدیہ چناب نگر میں فاضل عربی کا کورس کرایا جاتا تھا اور قادیانی لڑکے اور لڑکیاں سرکاری اداروں میں بطور او۔ٹی۔ ٹیچر تقرری کرواکر مسلمان طلبہ اور طالبات کی گمراہی کا سبب بنتے تھے اُس وقت دینی اداروں میں فاضل عربی کرانے کا رواج نہ تھا۔ مولانا چنیوٹی نے قادیانیوں کے توڑ کے لیے جامعہ عربیہ میں فاضل عربی کا اہتمام کیا۔ طلبہ یہاں سے پڑھ کر بطور او۔ٹی۔ ٹیچر و پروفیسر سکولوں اور کالجوں میں جانے لگے اور اس طرح قادیانیت کی تبلیغ کا راستہ بند ہوا۔

مدرسہ اشرف المدارس محلہ گڑھا چنیوٹ اور مدرسہ اشرف العلوم محلہ ترکھانہ چنیوٹ مدتوں آپ کے زیرِ انتظام رہنے بلکہ اشرف المدارس تو اب بھی ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ کے زیرِ انتظام ہے۔ علاوہ ازیں تین اور شاخیں بھی ادارہ کے تحت چل رہی ہیں جن سے سینکڑوں طلبہ مستفید ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔

تحفظِ ختمِ نبوت کے میدان میں :

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے دفتر میں انہی دنوں حضرت امیر شریعت کی زیرِ سرپرستی علماء کرام کے لیے دارالمبلغین قائم کیا گیا جس میں فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ تربیت دے رہے تھے۔ آپ چناب نگر کے پڑوس میں رہنے کی وجہ سے فتنہ قادیانیت کی اہمیت سے کماحقہ واقف تھے اس لیے آپ نے دارالمبلغین کے سہ ماہی کورس میں داخلہ لیا اور علماء کرام کی ایک جماعت کے ساتھ مل کر مولانا محمد حیاتؒ سے کماحقہ استفادہ کیا اور اصل قادیانی کتب سے آگاہی حاصل کی۔ اس کورس میں معروف مناظر مولانا عبدالرحیم اشعر بھی آپ کے ساتھ شریک تھے۔

فاتح قادیان نے مولانا چنیوٹیؒ کے دل ودماغ میں قادیانیت سے نفرت اور تحفظ ختم نبوت سے محبت کے جو شعلے بھر دیے تھے وہ تازیست اپنی گرمی دکھاتے رہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں شریک ہوئے اور چھ ماہ تک قید رہے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے آپ کو فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے وقف کر دیا۔ عملی زندگی میں قدم رکھا تو اپنے استاذِ محترم مولانا محمد حیاتؒ سے قادیانیت کے تعاقب اور ختم نبوت کے تحفظ کا عہد کیا اور اس عہد کو نبھانے میں تن من دھن کی کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ اُن کا منشور تھا :

نہ کرو غم ، ضرورت پڑی تو ہم دیں گے
لہو کا تیل چراغوں میں جلانے کے لیے

انہوں نے اپنے اس منشور کی تکمیل کے لیے تا زیست سر دھڑ کی بازی لگائے رکھی۔ جب ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا تو دینی خدمت کے کسی اور عنوان کی کشش انہیں اپنے راستہ سے ہٹا نہ سکی۔ تحفظ ختم نبوت کی اہمیت مولانا چنیوٹی مرحوم ایک مثال سے واضح کیا کرتے تھے۔ وہ یہ کہ ایک شخص کے چار بیٹے ہیں۔ ایک بہت ہی دولت کما کرلے آتا ہے، دوسرا باپ کے لیے کھانے پینے انتظام کرتا ہے، تیسرا باپ کا بدن دباتا ہے اوراس کی صحت و آرام کا خیال رکھتا ہے، چوتھا باپ کے دشمن کو قتل کرتا ہے۔ باپ چاروں بیٹوں سے راضی تو ہے لیکن زیادہ خوش اُس بیٹے سے ہوگا جس نے اُس کے دشمن کو قتل کیا ہے۔ فرماتے تھے کہ قادیانی نبی کریم ﷺ کے دشمن ہیں، آپ کی ختم نبوت کی چادر کو اُتار کر اُسے مرزا قادیانی کو پہنانا چاہتے ہیں۔ دیگر باطل فرقوں کا رد کرنا اپنی جگہ اہم اور ضروری ہے لیکن ان موضوعات کا نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ بلاواسطہ تعلق نہیں۔ ردقادیانیت کا کام ایسا کام ہے جو براہِ راست نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس سے تعلق رکھتا ہے یہ کام اگر خلوص سے کیا جائے تو حضور ﷺ کی خوشنودی کا بہترین اور موثر ذریعہ ہے۔ مولانا مرحوم کا ختم نبوت سے عشق اُن کو بے چین رکھتا تھا اپنے اس مشن کی خاطر انہوں نے برطانیہ، امریکہ، جرمنی، بیلجیم، اسپین، ناروے، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، یمن، مصر، بھارت، بنگلہ دیش وغیرہ بیسیوں ممالک کے سفر کیے۔

عملی زندگی کا آغاز مناظروں سے کیا۔ قادیانیوں کے رئیس المبلغین والمناظرین قاضی نذیر قادیانی سے بیسیوں مناظرے کیے۔ اُس پر مولانا کا ایسا رعب طاری ہوا کہ وہ مولانا سے مناظرہ کرتے ہوئے گھبراتا تھا اور بسا اوقات میدان چھوڑ کر بھاگ جاتا تھا۔ قادیانی ۵۰ء کے عشرہ میں پروپیگنڈا کیا کرتے کہ مرزا قادیانی نے علماء کو دعوتِ مباہلہ دی تھی لیکن کوئی مولوی اور پیر مقابلہ میں نہ آیا۔ مولانا چنیوٹی نے ان کے اس پروپیگنڈے کے توڑ کے لیے مرزا محمود کو دعوتِ مباہلہ دی اُس نے کچھ شرائط پیش کیں جو کہ مولانا نے پوری کردیں۔ دریائے چناب کے دو پلوں کی درمیانی جگہ مقام مباہلہ کے طور پر متعین ہوئی لیکن وہ تاریخ اور مقام متعین کرنے کے باوجود میدان میں نہ آیا۔ اُس کے مرنے کے بعد مولانا چنیوٹی مرزا ناصر، مرزا طاہر اور مرزا مسرور کو دعوت مباہلہ دیتے رہے لیکن وہ تاریخی حقیقت پوری ہو کر رہی جو مولانا ظفر علی خان نے بیان کی ۔

وہ بھاگتے ہیں اِس طرح مباہلہ کے نام سے
فرار ہوا کفر جیسے بیت الحرام سے

مولانا چنیوٹی مرزا محمود سے مباہلہ کی یاد میں ہر سال فتح مباہلہ کانفرنس منعقد کیا کرتے تھے۔ اس میں قادیانی سربراہوں کو دعوت مباہلہ دیتے ہوئے یہ تاریخی الفاظ کہتے تھے :

''قادیانی سربراہ موکد بعذاب قسم اُٹھائیں کہ مرزا قادیانی نے اور خود انھوں نے کبھی شراب پی ہے، نہ زنا کیا ہے، اور نہ لواطت میں کبھی فاعل اور مفعول بنے۔ ان کے بالمقابل میں موکد بعذاب قسم اُٹھاتا ہوں کہ میں ویسے تو بہت گنہگار ہوں لیکن اِن چاروں مذکورہ عیوب سے پاک ہوں''۔

مولانا فرماتے تھے کہ ویمبلے ہال لندن میں منعقدہ ختم نبوت کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے باوضو قرآن مجید ہاتھ میں لے کر جب میں نے قسم اُٹھائی تو ہال چیخوں سے گونج اُٹھا۔

جیسا کہ عرض کیا گیا، مولانا چنیوٹی کو ردِ قادیانیت سے جنون کی حد تک لگاؤ تھا۔ یہ جنون انہیں چین سے نہ بیٹھنے دیتا تھا۔ عرصہ چالیس سال سے ۱۰رشعبان سے ۲۵رشعبان تک علماء وکلا، پروفیسر حضرات اور عام پڑھے لکھے نوجوانوں کے لیے کورس کرانے کا معمول رہا جس میں وہ اپنا دردِ دل اور اپنے تجربات ان تک منتقل کرتے رہے۔ علاوہ ازیں جامعہ اشرفیہ لاہور، دفتر تنظیم اہلِ سنت ملتان، جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن سمیت ملک کے اہم اداروں میں بھی تربیتی کورسز کا سلسلہ جاری رہا۔ ۱۹۹۱ء میں ہندوستان میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیاں پھیلنے لگیں تو دارالعلوم دیوبند کے مہتمم صاحب نے ایک تربیتی کیمپ لگایا، ملک بھر کے ہزاروں علماء کو مولانا چنیوٹی صاحب نے تربیت دی۔ مولانا چنیوٹی سے تربیت پاکر انڈیا کے علماء نے قادیانیت کے تعاقب کا حق ادا کر دیا اور آج وہاں قادیانیت محدود ہو کر رہ گئی ہے۔

مولانا چنیوٹی کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ اور دیگر سعودی اداروں میں آپ نے ہزاروں طلباء کو تربیت دی۔ اُن طلباء میں ایک روایت کے مطابق یحییٰ ابوبکر بھی شامل تھے جو کہ بعد میں گیمبیا کے صدر بنے اور انہوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے کر اُن کی املاک ضبط کر لیں۔

اُردو میں کہتے ہیں: ''جادو جو سر چڑھ کر بولے'' بالفاظِ دیگر عربی کی ضرب المثل ہے : **''الفضل ماشهدت به الاعداء''** پنجابی والے کہتے ہیں ''حسن وہ ہوتا ہے جس کا سوکن بھی اعتراف کرے''۔ مولانا چنیوٹی کی ردِ قادیانیت کے محاذ پر خدمات کا اعتراف مرزا طاہر کو بھی کرنا پڑا۔ اُس نے قادیانی چینل پر تقریر کرتے ہوئے مولانا چنیوٹی کو ''اشد اعداء نا'' (ہمارا سب سے بڑا دشمن) کا خطاب دیا۔

قادیانی مسلمانوں کا رُوپ دھار کر حصولِ روزگار کے لیے عرب ممالک خصوصاً سعودی عرب کا رُخ کرتے تھے اور وہاں اپنی ارتدادی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے تھے۔ مولانا چنیوٹیؒ نے اس قسم کے سینکڑوں قادیانیوں کو سعودی عرب سے نکلوایا۔ مولانا چنیوٹیؒ کی اِن خدمات سے متاثر ہو کر معروف صحافی و ادیب، مجاہد ختم نبوت آغا شورش کشمیری مرحوم نے آپ کو ''سفیر ختم نبوت'' کا لقب دیا۔

آپ کا ایک اہم ترین کارنامہ ربوہ شہر کے نام کی تبدیلی ہے۔ قادیانی ہمیشہ دھوکہ دیتے تھے کہ قرآن مجید میں

جس ''ربوہ'' کا ذکر آیا ہے اُس سے مراد ربوہ شہر ہے۔ مولانا چنیوٹیؒ اسمبلی میں کوشش کرتے رہے اور ممبران و سپیکر کو قائل کرتے رہے لیکن اسپیکر نہ مانتا تھا تو مولانا چنیوٹی نے سابق صدر جناب رفیق تارڑ صاحب سے وقت لیا اور اُن سے بات کرتے ہوئے رو پڑے اور کہا، صدر صاحب! خدا کے لیے آپ تعاون کریں، میری کوئی نہیں مانتا۔ صدر صاحب کی سرزنش پر اسپیکر اسمبلی نے قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی اور تمام ممبران کے اتفاق سے ربوہ کا نام بدل دیا گیا۔ اس طرح قادیانی مکروفریب کا ایک دروازہ بند ہوا۔ اسی طرح آپ نے صدر ضیاء الحق مرحوم سے ملاقات کی اور اُن کو مرزا محمود کی تصنیف ''تفسیر صغیر'' میں درج تحریفات کے نمونے دکھائے تو مولانا کی تحریک پر صدر ضیاء نے تفسیر صغیر پر پابندی کے احکامات جاری کیے۔

مولانا چنیوٹی کی قوت حافظہ کمال درجہ کی تھی۔ آخری عمر تک اس میں کوئی فرق نہیں آیا۔ آپ کی آخری دور کی تقاریر سن کر حیرانی ہوتی تھی کہ ''ایسی چنگاری بھی یارب اپنے خاکستر میں تھی''۔

صدر ایوب کے زمانہ میں شیخ محمد شلتوت جو جامعہ ازہر کا شیخ تھا، اس نے فتوی دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور قادیانی اس فتوی کی بڑی اشاعت کر رہے تھے۔ مولانا چنیوٹی نے محدث کبیر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ کے مشورہ پر ائمہ حرمین اور مفتی اعظم سعودیہ شیخ ابن باز سے فتاوی حاصل کیے اور اس کے بعد اس پر بلا امتیازِ مسلک پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش کے ہزاروں علماء کرام کے تائیدی دستخط کرائے (سوائے مولانا مودودی کے کہ انہوں نے دستخط کرنے سے انکار کیا۔ مولانا مودودی کے انکار کے گواہ مولانا عبدالمالک آج بھی منصورہ لاہور میں موجود ہیں)۔ اس فتوی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کو ثابت کیا گیا تھا۔ مولانا نے اِن فتاویٰ کے حصول کے لیے جو جدوجہد کی وہ آپ کے سوانح عمری کا ایک مستقل باب ہے۔ اب ان فتاوی کا مجموعہ ''فتاوی حیات مسیح'' کے نام سے ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد سے دستیاب ہے۔

مرزا محمود کی تحریر کردہ ''تفسیر صغیر'' انتہائی مختصر ہونے کے باوجود تحریفات کا ایک نادر نمونہ ہے۔ جگہ جگہ غیر محسوس انداز میں تلبیسات وتحریفات بھردی گئی ہیں۔ اُستاذِ محترم مولانا چنیوٹیؒ کے پر اصرار حکم پر احقر نے ان تلبیسات وتحریفات کا تنقیدی جائزہ لکھا۔ ترجمہ قرآن مجید میں درج تحریفات کا جائزہ مکمل ہو چکا ہے۔ استاذ مرحوم نے لفظ بلفظ پڑھا اور اپنی تصدیق سے نوازا۔ ''تفسیر صغیر'' کے حواشی پر نقد ونظر کا کام ابھی تشنہ تکمیل ہے۔ بیس پارے مکمل ہو چکے ہیں، دس باقی ہیں کاش یہ کام آپ کی زندگی میں مکمل ہو جاتا اور آپ کی آنکھیں مزید ٹھنڈی ہوتیں۔ بہرحال ''وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے''۔

''ردِ قادیانیت کے زریں اصول'' استاذ مرحوم کی زندگی بھر کی تحقیقات کا بے مثال مجموعہ ہے جو کہ بار بار چھپ کر عوام وخواص سے خراجِ تحسین وصول کر رہا ہے۔ آپ کی بعض دیگر تالیفات کا مختصر تعارف درج ذیل ہے :

(۱) القادیانی و معتقداته یہ عربی زبان میں قادیانی عقائد پر مختصر اور جامع و مانع رسالہ ہے جو کہ مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں لکھا گیا۔

(۲) ''قادیانی اور اُس کے عقائد'' یہ ''القادیانی و معتقداته'' کا اُردو ترجمہ ہے جو کہ آپ کے بھائی مولانا محمد ایوب صاحب نے لکھا۔

(۳) Al-Qadyani and his faith ''القادیانی و معتقداته'' کا انگریزی ترجمہ ہے۔

(۴) ''انگریزی نبی'' اس رسالہ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی انگریز کا خود کاشتہ پودا تھا۔

(۵) ''علماء کنونشن سے خطاب'' یہ صدر ضیاء الحق کے طلب کردہ علماء مشائخ کنونشن سے آپکے خطاب کا متن ہے۔

(۶) دورہ افریقہ

(۷) مناظرہ نائیجیریا

(۸) ''تصویر کے دورُخ'' یہ مرزا کے تضادات پر مشتمل مختصر رسالہ ہے۔

(۹) The Double Dealer یہ ''تصویر کے دورُخ'' کا انگریزی ترجمہ ہے۔

(۱۰) ''اور وہ اُس کو ماں نہ بنا سکے'' اس رسالے میں محمدی بیگم والی پیش گوئی پر بحث کی گئی ہے۔

(۱۱) ''مرزا طاہر کی بوکھلاہٹ'' مرزا طاہر نے مولانا چنیوٹی سمیت بہت سے علماء کرام کو دعوت مباہلہ دی تھی۔ مولاناؒ نے دعوت قبول کرلی تو مرزا طاہر آئیں بائیں شائیں کرنے لگا۔ اس رسالہ میں یہ تمام روئیداد تحریر کی گئی ہے۔

(۱۲) ''پندرہ روزہ کورس'' آپ ہمیشہ ۱۰ سے ۲۵ شعبان تک اپنے ادارہ میں کورس کراتے تھے۔ اس کا اجمالی نصاب اس رسالے میں درج ہے جس کی آپ دوران کورس تشریح کرتے تھے۔

(۱۳) "حصول الامانی فی الرد علیٰ تلبیس القادیانی " پندرہ روزہ کورس کے نصاب کا عربی ترجمہ ہے جو کہ مولانا سیّد نورالحسن شاہ صاحب بخاری مرحوم کے فرزند مولانا فداء الرحمان بخاری (کینیڈا) صاحبزادہ مولانا الیاس صاحب، راقم الحروف وبعض دیگر احباب کی مشترکہ کاوش ہے۔

(۱۴) Africa Speaks the Truth ''دورہ افریقہ'' کا انگریزی ترجمہ ہے۔

(۱۵) ''برطانیہ میں مراسلت'' لندن میں قادیانیوں سے مباہلہ کے لیے آپ کی خط و کتابت ہوئی، کی رُوداد ہے۔

(۱۶) "الحقائق الاصلیة" یہ قادیانیوں کے رسالہ ''لمحہ فکریہ'' کا جواب ہے۔

(۱۷) ''فتاویٰ حیات مسیح'' اِس کا مفصل ذکر گزر چکا ہے۔

(۱۸) ''مباہلہ کا چیلنج منظور ہے''

(۱۹) ''مناظرہ نا روے''

(۲۰) ''لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا''

(۲۱) ''ملتِ اسلامیہ کے خلاف قادیانی سازشیں''

(۲۲) ''خسوف وکسوف'' یہ قادیانی اخبار الفضل انٹرنیشنل لندن کے خسوف وکسوف نمبر کا جواب ہے۔

(۲۳) ''ربوہ سے چناب نگر تک'' ربوہ کے نام کی تبدیلی کے لیے جو کوششیں کی گئیں، اس کتاب میں ان کا تفصیلی ذکر ہے۔

قادیانی مبلغین کے توڑ کے لیے اور ردِقادیانیت کے کام کو منظم کرنے کے لیے آپ نے ۱۹۷۰ء میں ''ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد'' چنیوٹ میں قائم کیا۔ ادارہ کی طرف سے بلا مبالغہ لاکھوں پمفلٹ اب تک مفت تقسیم کیے جا چکے ہیں۔

آپ نے واشنگٹن امریکہ میں بھی ''ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد'' کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جس میں آپ کے خصوصی شاگرد مولانا حکیم محمد رفیق صاحب کام کررہے ہیں۔

ردِقادیانیت کے کام کو مزید پھیلانے کے لیے ۱۹۹۱ء میں ''انٹرنیشنل ختم نبوت یونیورسٹی'' قائم کی گئی جس کا سنگِ بنیاد رابطہ عالم اسلامی کے سیکرٹری جنرل الشیخ عبداللہ عمر نصیف نے رکھا، تاہم عارضی عمارت میں حفظ وناظرہ کی کلاسیں جاری ہیں۔ اس کے علاوہ ''پندرہ روزہ سالانہ تربیتی کورسز'' کا سلسلہ عرصہ چالیس سال چنیوٹ میں جاری رہا۔ اس کے علاوہ مولانا مرحوم مختلف دینی اداروں میں یہی کورس پڑھاتے تھے۔ اس کے باوجود آپ تشنگی محسوس فرماتے تھے اِس تشنگی کے ازالہ کے لیے مفکر اسلام علامہ خالد محمود صاحب کی مشاورت سے علماء کرام کے لیے ''دوسالہ تربیتی کورس'' کا اہتمام کیا جس میں اُن کو تقابلی مطالعہ کرایا جاتا ہے۔ احقر اس شعبہ میں بھی پانچ چھ سال سے مصروف کار ہے۔ پندرہ سے زائد فضلائے کرام یہ کورس مکمل کرچکے ہیں۔

احقر راقم الحروف کو مولانا چنیوٹی سے خاص تعلق تھا۔ وہ احقر کے رشتہ کے دادا جان مولانا دوست محمد ساقی مرحوم کے خاص شاگرد تھے اور احقر ان کا خصوصی شاگرد ہے۔ اس دوطرفہ تعلق کی وجہ سے ہمیشہ استاذ محترم سے انتہائی محبت وعقیدت رہی۔ محبت وعقیدت کی اِس شمع کو حوادثاتِ زمانہ بجھا نہ سکے۔ تحدیثِ نعمت کے طور پر عرض ہے استاذ مکرم مولانا منظور احمد چنیوٹی کو اِس عاجز پر ہمیشہ اعتماد رہا ہے۔ وہ اپنے پاس آنے والے بہت سے خطوط کے جوابات لکھنے کی ذمہ داری اس عاجز پر ڈالا کرتے تھے۔ الحمدللہ اُن کے اعتماد پر پورا اُترتا رہا۔ احقر کی کئی تصانیف پر استاذِ محترم کی تصدیقات درج

ہیں ۔احقر کو آپ کے ساتھ ایک اور دس کی نسبت بھی نہیں ہے۔ کہاں اُن کی پُر مشقت زندگی اور علمی اور عملی کمالات اور کہاں ایک گوشہ نشیں مسکین طبع شخص ۔تاہم آپ نے کئی دفعہ اس امر کا برملا اظہار کیا کہ مولوی مشتاق کا مطالعہ مجھ سے زیادہ ہے۔ظاہر ہے کہ یہ آپ کی خورد نوازی ہے، ورنہ من آنم کہ من دانم۔

مرزا طاہر احمد نے ۱۰؍جون ۱۹۸۸ء کو دنیا بھر کے مسلمانوں کو مباہلہ کی دعوت دی، اِس دعوت کو مختلف زبانوں میں شائع کر کے پوری دنیا میں تقسیم کیا گیا۔ مرزا طاہر کی اس دعوت مباہلہ کو علماء کرام نے مرزا قادیانی کے اس عہد کے منافی قرار دیا جو کہ مرزا قادیانی نے ۲۴؍فروری ۱۸۹۹ء کو ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی عدالت میں تحریری طور پر کیا تھا کہ میں اور میرے پیروکار آئندہ کے لیے مسلمانوں کو دعوتِ مباہلہ نہیں دیں گے۔

مولانا چنیوٹیؒ نے ۱۹۵۶ء میں مرزا طاہر کے والد مرزا محمود کو دعوت مباہلہ دی تھی لیکن اُس نے راہِ فرار اختیار کی تھی۔اُس کے مرنے کے بعد مرزا ناصر اور مرزا طاہر نے بھی دعوتِ مباہلہ قبول کرنے سے انکار کیا تھا۔ اِس انکار کے بعد مرزا طاہر کا پوری دنیا کے مسلمانوں کو خصوصاً علمائے کرام کو دعوتِ مباہلہ دینا ایک فضول حرکت تھی لیکن اتمامِ حجت کی خاطر دیگر علما کی طرح مولانا چنیوٹی ؒ نے بھی دعوتِ مباہلہ قبول کر لی اور اپنے شائع کردہ بیان میں چالیس دن کی مہلت دی کہ چالیس دن کے اندر مرزا طاہر مباہلہ کی تاریخ مقام اور وقت کا اعلان کرے ورنہ اُس کی شکست تصور کی جائے گی۔ مولانا چنیوٹی نے ۲۵؍اگست کو مرزا طاہر کے نام یہ پیغام بذریعہ ڈاک ارسال کیا اور روزنامہ جنگ لاہور میں ۱۵؍ستمبر ۱۹۸۸ء کو یہ پیغام شائع ہوا۔

مرزا طاہر نے بوکھلا کر ۲۵؍نومبر ۸۸ء کو تقریر کی اور کہا کہ اگلے سال ۱۵؍ستمبر تک مولانا چنیوٹی مباہلہ کے نتیجہ میں ہلاک ہو جائیں گے۔ مولانا چنیوٹی نے ۱۳؍اگست ۱۹۸۹ء کو ویمبلے ہال لندن میں تقریر کرتے ہوئے مرزا طاہر کو دوبارہ دعوتِ مباہلہ دی اور اُس کی ہلاکت والی دھمکی کو قبول کیا۔ یکم اکتوبر ۱۹۸۹ء کو ویمبلے ہال لندن میں پانچویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں جب مولانا چنیوٹی تقریر کے لیے اُٹھے تو مرزا طاہر کے معتمد خاص اور اُس کے لندن ہیڈ کوارٹر کے شعبہ عربی کے ڈائریکٹر حسن محمود عودہ صاحب اگلی صف سے اُٹھ کر سٹیج پر آ گئے اور مولانا چنیوٹی اور مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہو کر قادیانیت سے توبہ کرنے اور اسلام قبول کرنے اعلان کیا اور کہا : **''انا اول ثمرة هذا المباهلة''**۔

مولانا چنیوٹی کے خلاف یہ پیش گوئی مرزا طاہر کو مہنگی پڑی اور اُسے ذلت نصیب ہوئی۔

(۱) ۲۳؍مارچ ۱۹۸۹ء کو قادیانی اپنا صد سالہ جشن نہ منا سکے۔

(۲) دسمبر ۱۹۸۹ء میں چناب نگر میں جلسہ نہ کر سکے۔

(۳) ربوہ میں کئی قادیانی بہائی ہو گئے۔

(۴) کھاریاں، سرگودھا وغیرہ کئی علاقوں میں قادیانیت کا صفایا ہوگیا۔

(۵) مرزا طاہر کے معتمد خاص حسن محمود عودہ نے اسلام قبول کرلیا۔

اس کے برعکس اللہ تعالیٰ نے مولانا چنیوٹی پر کئی انعامات کیے :

(۱) وہ صوبائی اسمبلی پنجاب کے دوبارہ ممبر منتخب ہوئے۔

(۲) رابطہ عام اسلامی کی دعوت پر حج کرنے کی سعادت حاصل کی۔

(۳) مصر میں شیخ جامعہ الازہر سے ملاقات کی اور اُن کو قادیانی سازشوں سے آگاہ کیا۔

(۴) لندن میں ۱۳/ اگست ۱۹۸۹ء کو ایک دفعہ پھر مرزا طاہر کو للکارا لیکن اُسے سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

(۵) ۲۹/ اگست ۱۹۸۸ء کو اللہ تعالیٰ نے مولانا چنیوٹی صاحب کو پہلا پوتا عطا فرمایا جس کا نام انہوں نے ضیاء الحق رکھا۔

مرزا طاہر احمد نے ۱۳/ اگست ۱۹۹۵ء کو بیان دیا کہ مولانا چنیوٹی مختلف حیلے بہانے کرکے مباہلہ سے فرار حاصل کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ ''جھوٹے کو اُس کے گھر تک پہنچانا چاہیے'' کی مشہور ضرب المثل پر عمل کرتے ہوئے مولانا چنیوٹی نے مرزا طاہر احمد کو ایک بار پھر دعوت دی کہ وہ ۵/ اگست ۱۹۹۵ء کو مباہلہ کے لیے ہائیڈ پارک لندن آجائے۔ یہ دعوت ۴/ اگست ۹۵ء کو روزنامہ جنگ لندن میں شائع ہوئی۔ مولانا عبدالحفیظ مکی، مولانا ضیاء القاسمی صاحب، علامہ خالد محمود صاحب، میاں اجمل قادری صاحب اور دیگر علماء سمیت مولانا چنیوٹی ۵/ اگست کو دوپہر بارہ بجے سے دو بجے تک انتظار کرتے رہے لیکن مرزا طاہر مقابلے میں نہ آسکا۔

مولانا چنیوٹی مرحوم کی جواں ہمتی، سخت کوشی اور تحفظ ختم نبوت سے عشق کے بے شمار واقعات ہیں جن میں سے دو واقعات یاد آرہے ہیں جو کہ آپ سے ہی بار بار سنے ہیں۔ انہی کی زبانی ہی ملاحظہ فرمائیں :

(۱) کوٹلی آزاد کشمیر سے بریلوی مکتبہ فکر کے ایک صاحب (احقر کو نام یاد نہیں رہا) کا خط آیا کہ قادیانی یہاں گمراہی پھیلا رہے ہیں، آپ تشریف لائیں۔ میں نے کتابوں کا بکس اُٹھایا اور چل پڑا۔ میزبان کے ہاں پہنچا اور جلسہ عام کا اعلان ہوگیا۔ میں نے ۹ بجے سے ۲ بجے تک تقریر کی تو لوگوں نے رات کو بھی تقریر کا مطالبہ کیا میں نے منظوری دے دی۔ چنانچہ رات عشاء کے بعد بھی میں واحد مقرر تھا اور رات کے ڈیڑھ بجے تک تقریر کی۔ اُس وقت دوران تقریر پچاس سے زائد سوالات کی پرچیاں جمع ہوگئیں۔ تقریر ختم کرنے کے بعد پہلی پرچی اُٹھائی تو میزبان ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہوگیا کہ آپ اپنے اُوپر بھی رحم کھائیں اور ان لوگوں پر بھی جو صبح سے اب تک آپ کے

ساتھ ہیں۔ اِس پر دوسرے دن ۹ بجے کا وقت مقرر رہوا۔ ہزاروں لوگ پھر جمع ہو گئے اور اس اجتماع میں تین چار گھنٹے صرف کر کے اُن بیسیوں سولات کا جواب دیا''۔

(۲) ''بنگلہ دیش کے دورہ پر گیا۔ وہاں صبح سے بارہ بجے تک ایک مدرسہ میں اور ظہر سے عصر تک دوسرے مدرسہ میں تربیتی کورس کراتا تھا۔ عصر کے بعد تبلیغی مرکز میں تقریر اور عشاء کے بعد دو تین گھنٹے جلسہ عام سے خطاب۔ یہ پندرہ بیس دن مسلسل معمول رہا۔ جوانی کا زمانہ تھا، صحت اچھی تھی، تھکتا نہ تھا۔ واضح رہے کہ یہ دونوں واقعات آپ کی عمر کے سن ساٹھ کے عشرہ کے ہیں''۔

ان واقعات کی عملی تصدیق اپنی آنکھوں سے دیکھی کہ پیرانہ سالی اور جسمانی عوارض کے باوجود انتقال سے ڈیڑھ دو ماہ پہلے تک دور دراز اسفار کا معمول برقرار رہا۔ سفر کرنے سے کبھی نہ تھکتے تھے۔ آپ کے عوارض اور مصروفیات کو دیکھ کر ڈاکٹر بھی حیران پریشان ہوتے رہے۔ اُن کا کہنا تھا کہ ''ہم حیران ہیں کہ مولانا ان عوارض کے ساتھ کیسے زندہ ہیں؟''

مولانا چنیوٹی تحفظ ناموس صحابہؓ کے میدان میں :

مولانا چنیوٹیؒ نے چونکہ حضرت علامہ دوست محمد قریشی اور علامہ عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہ سے تربیت حاصل کی تھی اور حضرت مولانا سیّد احمد شاہ صاحب چوکیروی قدس سرہ سے بھی استفادہ کرتے رہے، اس لیے آپ کو تحفظ ناموسِ صحابہؓ پر مکمل دسترس حاصل تھی۔ تازیست حضرات خلفائے راشدینؓ، حضراتِ حسنینؓ، حضرت امیر معاویہؓ کے فضائل ومناقب اور مخالفین کے اُن پر اعتراضات کے جوابات پر مبنی تقریریں کرتے رہے۔ آپ کو یہ شرف حاصل رہا ہے کہ آج سے چالیس سال پہلے خطبہ جمعہ میں خلفائے راشدین اور اہلِ بیت کے اسماء گرامی کے ساتھ ساتھ حضرت امیر معاویہؓ کا نام بھی لیتے تھے۔

یہ وہ دور تھا کہ جہالت کی وجہ سے بہت سے سنی حضرات بھی حضرت امیر معاویہؓ کے بارے میں ذہن صاف نہ رکھتے تھے اور مولانا مرحوم پر اعتراض کرتے تھے۔ مولانا چنیوٹی سپاہ صحابہ سے ہمدردی تو رکھتے تھے لیکن ان کے مخصوص نعروں کے عام جلسوں میں لگائے جانے سے متفق نہ تھے۔ جامعہ عربیہ چنیوٹ کی مسجد میں سالانہ ردِ مرزائیت کورس کی اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔ شہیدِ ناموسِ صحابہ مولانا اعظم طارق مرحوم مہمان خصوصی تھے۔ مولانا اعظم طارق کی تقریر سے پہلے کسی نے ''کافر کافر شیعہ کافر'' کے نعرے لگائے تو مولانا چنیوٹی نے برملا ڈانٹا کہ تم اچھل اچھل کر نعرے لگانے والے تو جلسہ کے بعد اپنے گھروں کو چلے جاؤ گے۔ یہ غریب (مولانا اعظم طارق) جیل چلا جائیگا۔ ان کو جیل سے باہر بھی رہنے دو۔ کیا انہیں جیل بھیجنا چاہتے ہو؟ مولانا اعظم طارق مرحوم عجیب تاثرات کے ساتھ مولانا چنیوٹی کو دیکھتے رہے لیکن اپنی

تقریر میں بھی کوئی تبصرہ نہ کیا۔

مولوی محمد اسماعیل گوجروی (شیعہ) کے ساتھ آپ نے چار مناظرے کیے۔ تاج الدین حیدر کے ساتھ گھکھڑ منڈی میں مناظرہ کیا۔ دوبئی میں آپ نے شیعہ حضرات کے آٹھ سوالات کے جوابات دیتے ہوئے تاریخی تقریر کی جس پر شیعہ نے قاتلانہ حملہ کیا۔ پاکستان میں بھی دو تین حملے کیے گئے تاہم مولانا چنیوٹی محفوظ رہے۔

تحفظ ناموسِ صحابہؓ کے موضوع پر آپ کی تقریریں ہمارے فاضل دوست مولانا بلال احمد صاحب اور مولانا محبوب احمد صاحب مرتب کر رہے ہیں جو کہ ظاہر ہے ایک اہم علمی تحفہ ثابت ہوگا۔

مولانا چنیوٹیؒ کی حق گوئی :

مولانا چنیوٹیؒ بے باکی اور حق گوئی میں علمائے دیوبند کے صحیح وارث تھے۔ انہیں بجا طور پر ترجمان علماء دیوبند کہا جاسکتا تھا۔ جمعہ کی تقریر میں آخری دس پندرہ منٹ حالاتِ حاضرہ، مقامی سیاستدانوں اور جاگیرداروں کے مظالم پر تنقیدی جائزہ لیا کرتے تھے۔ کبھی قادیانیت کو للکار رہے ہیں، کبھی وڈیروں اور جاگیرداروں کے مظالم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر رہے، کبھی حکومتِ وقت اور بیورو کریسی پر تنقید فرما رہے ہیں، کبھی پرویزیت کا پوسٹ مارٹم ہو رہا ہے، کبھی شرک و بدعت اور رسومات محرم کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ غرض ساری عمر ایک چومکھی لڑائی لڑتے رہے۔ ایک سابق وزیر اعظم کی بیوی کے سابق امریکی صدر فورڈ کے ساتھ رقص کرنے کی تصویر اخبار میں شائع ہوئی تو مولانا چنیوٹیؒ نے ایک مقام پر اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ بے غیرتی میں خنزیر سب سے بڑھ کر ہے ہمارے وزیر اعظم کو بھی غیرت نہیں آئی۔ یہ وزیر اعظم ہے کہ خنزیر اعظم ہے۔ مقدمہ بنا، آپ گرفتار ہوئے۔ بہاولپور میں ریاستی جبر کی انتہا کر دی گئی قید تنہائی، ہتھکڑیاں، بیڑیاں، بازاری لوگوں کے ہاتھوں ایذا رسانی کے مراحل سے گزرنا پڑا۔ کوئی جج ضمانت لینے کو تیار نہ تھا۔ آخر لاہور ہائی کورٹ کے جج جسٹس جاوید اقبال نے ضمانت لی۔

واقعہ تو یہ ہے کہ مقامی افسران، اعلیٰ افسران، قادیانی ڈیرے دار اور باطل گروہ سب کے سب آپ سے لرزہ براندام رہتے تھے۔ حق گوئی کی وجہ سے آپ کو بار بار قید و بند کی صعوبتوں سے گزرنا پڑا۔ مولانا چنیوٹی کی قید و بند کا مکمل ریکارڈ تو محفوظ نہیں رہ سکا، تاہم جو ریکارڈ دستیاب ہوا، اُس کے مطابق آپ کی قید و بند کی تفصیل درج ذیل ہے :

☆ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ۶ ماہ ڈسٹرکٹ جیل جھنگ اور بورسٹل جیل لاہور میں قید رہے۔

☆ ۱۹۶۰ء میں تین ماہ تک ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں قید رہے۔

☆ ۱۹۷۱ء میں یحییٰ خان کے مارشل لا کے دور میں ایک سال منٹگمری جیل میں قید رہے۔

☆ ۱۹۷۲ء میں قادیانیوں کو کافر کہنے کے جرم میں شیخوپورہ میں قید رہے۔

☆ ۱۹۷۳ء میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کو آشکار کرنے پر ایک ماہ ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں قید رہے۔

☆ ۱۹۷۴ء میں حکمرانوں کے غیر اخلاقی کریکٹر پر تنقید کرکے جرم میں بہاولپور میں قید رہے۔

☆ مسجد صدیق اکبر چنیوٹ میں سیّد عطاء المحسن شاہ بخاری کی تقریر کرانے کے جرم میں سنٹرل جیل فیصل آباد میں ایک ماہ کے لیے نظر بند کردیے گئے۔

☆ ۱۹۷۷ء میں قادیانیت کے خلاف تقریر کرنے پر سیالکوٹ میں گرفتار ہوئے۔

☆ تحریکِ نظام مصطفےٰ ﷺ کے سلسلہ میں ۳ ماہ سنٹرل جیل و کیمپ جیل لاہور میں قید رہے۔

☆ ۱۹۷۴ء کے تاریخی فیصلہ کی تائید پر پرانے مقدمہ میں ایک ماہ کیلیے ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں قید رہے۔

☆ ۱۹۸۵ء میں ساہیوال میں قادیانیوں کی دہشت گردی سے شہید ہونے والے مسلمانوں کے جنازہ میں شرکت سے روکنے کے لیے گرفتار کرلیے گئے۔

☆ ۱۹۹۷ء میں منڈی بہاؤالدین میں محرم الحرام کی فضیلت پر بیان کرتے ہوئے گرفتار ہوئے۔

☆ ۱۹۹۵ء تک آپ کے خلاف زبان بندی کے ۱۵۰ احکام جاری ہوئے۔

علالت و انتقال :

زندگی بھر کی طویل جدوجہد کے بعد مولانا چنیوٹی سن رسیدہ ہونے کی اس منزل کی جانب بڑھ رہے تھے جہاں انسان آرام کی ضرورت محسوس کرتا ہے اور پرسکون زندگی گزارنا چاہتا ہے۔ مولانا چنیوٹی نے ایک ابتدائی قدم تو اُٹھایا کہ بیرون ملک ایک رفیق سفر کی ضرورت محسوس کرتے تھے لیکن عمر رسیدگی ، بیماری ، اعصابی تھکاوٹ کے باوجود عشق مصطفےٰ ﷺ کی حرارت نے انہیں چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ کوئی بیماری اور رُکاوٹ اُن کے قدموں کی زنجیر نہ بن سکی۔ پندرہ روزہ تربیتی کورس میں احقر نے بار بار یہ منظر دیکھا کہ احقر نوجوان اور مجموعی طور پر صحت مند ہونے کے باوجود ایک نشست میں ڈیڑھ دو گھنٹے سے زائد نہ پڑھا سکتا تھا لیکن آپ نہ جانے کس مٹی کے بنے ہوئے تھے کہ ضعف و پیری کے باوجود تین چار گھنٹے پڑھانا آخر دم تک معمول رہا۔ تھکاوٹ اور بیماری کا سامعین کو احساس تک نہ ہوتا تھا۔ قوتِ حافظہ اور آواز کی گونج آخر تک قائم رہی ع

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

اپنی وفات سے تین چار ماہ پہلے لالیاں کے قریب کسی گاؤں میں تقریر کرنے گئے ، وہاں قادیانی بھی رہتے

تھے۔اس وجہ سے پولیس والے بھی آئے ہوئے تھے۔احقر کو تخصص کے ایک طالب علم نے بتایا کہ آپ پولیس کو دیکھ کر بڑے غصہ میں کہنے لگے کہ میرے جسم میں اتنا دم خم ہے کہ میں ہتھکڑیاں اب بھی برداشت کرسکتا ہوں۔یہ کہتے ہوئے اپنے دونوں بازو فضا میں لہرائے۔گردوں کی خرابی، دل کی بڑھوتری اور شوگر سمیت پانچ چھ امراض لاحق تھے لیکن وفات سے ایک ماہ پہلے تک تبلیغی اسفار جاری رہے۔

احرار مسجد چناب نگر میں ۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ کے سالانہ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے احراری زعماء خصوصاً محترم عبداللطیف چیمہ صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اب میری دو آرزوئیں رہ گئی ہیں مجھے اپنی موت قریب محسوس ہو رہی ہے۔میں آپ حضرات کو وصیت کرتا ہوں کہ ان دونوں کاموں کی طرف جماعتی سطح پر توجہ فرمائیں اور اِن کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں :

(۱) قادیانی اوقاف کا سرکاری تحویل میں جانا (۲) شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ

آپ نے صرف احراری زعماء کو ہی وصیت کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مجلس عمل کے ارکان پارلیمنٹ کو خطوط لکھ کر فون اور ملاقاتیں کر کے توجہ دلاتے رہے۔اسی مقصد کے لیے قائد حزب اختلاف مولانا فضل الرحمٰن صاحب سے ملاقات کی حسرت لے کر دنیا سے رخصت ہو گئے، کئی ماہ کی کوشش کے باوجود ملاقات نہ ہو سکی۔

شریف خاندان کے قائم کردہ شریف میڈیکل سٹی میں تین ہفتے زیرِ علاج رہے لیکن ''اُلٹی ہو گئیں سب تدبیریں'' اور ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی'' کے مصداق آخر وہ وقت آ پہنچا جس سے نہ کوئی نبی بچا ہے اور نہ ہی ولی۔۲۷ / جون کو ذکر الٰہی کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے اور ''عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا'' انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ۔ جنازہ ۲۷ / جون کو جامعہ اشرفیہ لاہور میں ہوا جو اُن کی وصیت کے مطابق ولی کامل حضرت سیّد نفیس الحسینی شاہ صاحب دام مجدہ نے پڑھایا، ۵۰ / ہزار سے زیادہ کا مجمع تھا۔جب ۲۷ / کی شام کو آپ کی میت چنیوٹ پہنچی تو چنیوٹ سے کئی کلو میٹر دور پانچ چھ ہزار سے زائد افراد سواریوں پر اور پیدل استقبال کے لیے موجود تھے۔۲۸ / جون کی صبح چنیوٹ شہر کا ہر شہری گورنمنٹ اسلامیہ کالج چنیوٹ کی طرف رواں دواں تھا۔پورے ملک سے ہزاروں فرزندانِ توحید جنازہ میں شرکت کے لیے پہنچے۔ اسلامیہ کالج اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود تنگ ثابت ہوا۔فیصل آباد روڈ اور لاہور روڈ پر کئی فرلانگ تک صفیں تھیں ع

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

جنازہ میں ملک بھر سے علماء کرام، مشائخ عظام، حفاظ و قراء اور عوام الناس نے شرکت کی۔ایک محتاط اندازے کے مطابق ایک لاکھ سے زائد کا اجتماع تھا۔جنازہ دیکھ کر مخالف مذہب و پارٹی سے تعلق رکھنے والے ایم این اے نے کہا کہ ہماری تو اب آنکھیں کھلی ہیں۔اب پتا چلا ہے کہ مولانا چنیوٹی کیا تھے۔افسوس کہ چنیوٹ کے عوام نے اُن کی قدر نہ

کی۔آپ کا جنازہ حضرت سیّد علاء الدین شاہ صاحب قدس سرہ کے اجل خلیفہ حضرت حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ نے پڑھایا اور آپ کو جامعہ عربیہ کے پڑوس میں واقع قبرستان پیر حافظ یعقوب میں دفن کیا گیا جہاں آپ کی قبر پر روزانہ بیشمار لوگ فاتحہ پڑھنے آرہے ہیں ۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

آپ کے انتقال کے بعد علماء کرام ،عوام الناس ،اربابِ مدارس اور ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے افراد اور ادارے سب اپنے آپ کو تہی دامن محسوس کررہے ہیں۔"اک شجر سایہ دار تھا نہ رہا" بالفاظ دیگر ۔

جب سے اُس نے شہر کو چھوڑا ہر رستہ ویران ہوا میرا کیا ہے، سارے شہر کا ایک جیسا نقصان ہوا

مولانا چنیوٹی کو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹوں اور چار بیٹیوں سے نوازا۔بیٹوں کے نام یہ ہیں : مولانا محمد الیاس صاحب، مولانا محمد ادریس صاحب، مولانا محمد ثناء اللہ صاحب، مولانا محمد بدر عالم صاحب۔چاروں صاحبزادے حافظ قرآن اور عالم دین ہیں۔مولانا محمد الیاس صاحب بالخصوص اچھا علمی ذوق اور قادیانی تعاقب کا درد رکھتے ہیں۔ اللّٰھم زدفزد۔آمین۔(بشکریہ ماہنامہ الشریعہ)

❁❁❁

بقیہ : دُعا کی افادیت واہمیت

عارف باللہ مولانا رومؒ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں :

ایکہ خواہی کز بلا جان راخری جان خود را در تضرّع آوری
باتضرّع باش تاشادان شوی گریہ کن تابے وہاں خنداں شوی
اے خوشا چشمے کہ آں گریانِ دوست دے ہمایوں دل کہ آں بریان اوست
آخر ہر گریہ ما خندہ است مرد آخر بین مبارک بندہ است

اور حدیث شریف میں ہے :

"اذا احبّ اللہ عبداً ابتلاہ یسمع تضرّعہ"

"اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں تو اس کو کسی بلا میں مبتلا کردیتے ہیں تا کہ اس کی گریہ وزاری سنیں"۔ (عن ابن مسعودؓ ھو حسن لغیرہ۔کذافی العزیزی ص۹۷،ج۱)

❁❁❁

قسط:۵،آخری

دعاء کی افادیت واہمیت

﴿ خطیبِ اسلام حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحبؒ ﴾

ادب ۸ :

والاولیٰ ان یقتصر علی المائور لئلا یسئل مالا صلاح فیه . (عین العلم)

''افضل یہی ہے دعاء ماثور پر اکتفا کرے تا کہ اِس قسم کا سوال نہ کر بیٹھے جس میں اُس کے لیے بہتری نہ ہو''۔

تشریح : ملاعلی قاریؒ زین الحلم ص۴۰۱ج ا پر اس قول کی شرح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دُعاء ماثورہ کے علاوہ اور کچھ نہ مانگے ، ہوسکتا ہے کہ وہ مانگنے میں حد سے تجاوز کر جائے اور ایسا سوال کر بیٹھے جس میں اُس کے لیے بہتری و مصلحت نہ ہو نیز ہر شخص اپنے طور پر دعاء مانگنا بھی اچھی طرح نہیں جانتا۔

چنانچہ حضرت معاذؓ سے مروی ہے کہ علماء کی ضرورت جنت میں بھی ہوگی جبکہ اللہ تعالیٰ اہلِ جنت سے فرمائیں گے کہ کچھ مانگوتو اُن کو معلوم نہ ہوگا کہ کس چیز کا سوال کریں یہاں تک کہ علماء سے دریافت کر کے درخواست کریں گے۔

نیز آنحضرت ﷺ نے تعلیم اُمت کے لیے ہر مرغوب و پسندیدہ چیز کو بارگاہ الٰہی سے طلب کیا ہے اور ہر خوفناک خطرناک چیز سے پناہ مانگی ہے۔

اور امام شعرانیؒ لواقح الانوار ص۲۷۹ طبع جدید میں فرماتے ہیں کہ ہمیں دُعاء غیر ماثورہ ہرگز نہ مانگنی چاہیے مگر اس وقت جبکہ ہم کو دعاء ماثورہ سے کچھ یاد نہ ہو اور یہ اس لیے کہ آنحضرت ﷺ کی دعاء کے الفاظ وکلمات نہایت جامع ومانع ، اکمل ، اتم ہوتے ہیں۔ نیز دعاء ماثورہ کے مانگنے سے بجائے ابتداع کے آنحضرت ﷺ کے اتباع کی سعادت بھی حاصل ہوتی ہے۔

نیز فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ ومرشد حضرت علی خواصؒ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے بارگاہِ الٰہی میں ماثور کلمات سے دعاء مانگی تو اللہ تعالیٰ اُس کی دعاء کو جلد قبول فرمالیتے ہیں اور جس شخص نے من گھڑت اور مخترع (غیر

ماثورہ) کلمات سے دعاء مانگی تو اس کی دعاء قبول نہیں کی جاتی، مگر جبکہ وہ انتہائی بے قرار ہو۔ پس بندہ کو چاہیے کہ ماثور ادعیہ سے کسی قدر دعائیں یاد کر لے تاکہ مصائب و شدائد کے وقت اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگ سکے۔

نیز اسی کتاب کے ص ۵۹۱ پر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ و مرشد حضرت علی خواص ؒ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ماثور دعاء کو قبول فرماتے ہیں اس لیے کہ ماثور دعاء بھی از قسم وحی ہوتی ہے اور وحی اللہ تعالیٰ کی صفات سے ایک صفت ہے۔ پس گویا صفت سے موصوف کو مخاطب کیا جاتا ہے لیکن دعاء غیر ماثور کے کلمات ان صفات سے خالی ہوتے ہیں۔

نیز اسی کتاب کے ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ ہر شخص کو چاہیے کہ ماثور کلمات سے ہی دُعاء مانگے اس لیے کہ کلام نبوت فصاحت اور بارگاہ الٰہی کے آدابِ عظمت ملحوظ رکھنے میں بہت بلند ہوتی ہے اور جن جن کلمات سے آنحضرت ﷺ نے دعائیں مانگی ہیں وہ قبولیت کے زیادہ قریب ہیں۔

پس جس شخص کے دل میں آنحضرت ﷺ کی ذرّہ بھی عظمت ہوگی وہ کبھی اُس راستہ پر چلنے کی کوشش نہ کرے گا جس میں آنحضرت ﷺ کی اتباع نصیب نہ ہو۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ اکثر لوگوں نے ان ادعیہ کو تو ترک کر رکھا ہے جو آنحضرت ﷺ سے ماثور ہیں اور احادیث میں مذکور ہیں اور اُن کے بجائے امام بونی وغیرہ کے اوراد و وظائف بڑی دلچسپی سے پڑھتے ہیں جن کے پڑھنے کیلیے بخورات اور خورد و نوش وغیرہ کی عجیب شرائط بیان کی گئی ہیں حالانکہ کہاں بونی ؒ اور کہاں سرکارِ دو عالم ﷺ کی ذاتِ گرامی۔

واین نفس للبونی مثلاً من نفس رسول اللہ ﷺ (ملخصاً از لواقح الانوار ص ۳۱۶)

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اور امام قرطبی ؒ اپنی مشہور و متداول تفسیر ص ۲۲۶ ج ۷ میں فرماتے ہیں :

ومنها ان یدعو بما لیس فی الکتاب و السّنة فیتخیّر الفاظاً مقفّاۃً و کلماتٍ مسجّعةً قد وجدها فی کراریس لا اصل لها ولا معوّل علیها فیجعلها شعارهٗ ویترک ما دعا به رسولهٗ علیه السلام .

”اور از قبیل اعتداء فی الدعاء ایک یہ بھی ہے کہ کتاب و سنت کی ادعیہ کو چھوڑ کر اُن مقفّٰی الفاظ اور مسجع کلمات کا دعاء کے لیے اختیار کرے جو غیر مستند اور ناقابلِ اعتماد رسائل، مکاتیب سے اخذ کی گئی ہوں اور اُن کو اپنا شعار بنالے اور آنحضرت ﷺ کی ماثور ادعیہ کو ترک کر دے“۔

فائدہ : ادعیہ ماثورہ یہاں نقل کرنے کی گنجائش نہیں۔البتہ ادعیہ ماثورہ کے مجموعے ہفت منازل پر مرتب شدہ مطبوعہ دستیاب ہورہے ہیں۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے ادعیہ ماثورہ کے مجموعہ کو "مناجات مقبول" کے نام سے ترتیب دیا ہے جو معروف ومتداول ہے اور خواص کے ہاں متناول ہے اور حضرت ملا علی قاریؒ مجدد وقت نے "الحزب الاعظم" کے نام سے ایک بہترین مجموعہ مرتب فرمایا جس کے کئی علماء نے شروح وتراجم لکھے ہیں۔

اکثر علماء کرام وبزرگانِ دین ادعیہ ماثورہ کے ان مجموعوں سے استفادہ، استفاضہ کرتے رہتے ہیں یعنی ان کے اوراد ووظائف یومیہ میں اِن کا پڑھنا شامل ہے۔

ادب ۹ :

ویتضرّع (عین العلم)

"اور آدابِ دُعا سے ایک یہ ہے (کہ دعاء میں) خوب گڑگڑائے"۔

تشریح : اللہ کے حضور گڑگڑا کر عاجزی، انکساری کے ساتھ اپنی درخواست پیش کرنا، کوئی حاجت مانگنا یا گناہوں کی معافی مانگنا تضرع اور عجز کہلاتا ہے۔جس طرح گڑگڑا کر عاجزی اور فریاد کرنے والے کو دیکھ کر ہر انسان کا دل پسیج جاتا ہے اور اُس کی حالت پر رحم آنے لگتا ہے اسی طرح رب العزت اپنے بندے کو دیکھتا ہے کہ وہ اس کے حضور میں تضرع اور عجز کے ساتھ فریاد پیش کررہا ہے تو ضرور اُس کی فریادرسی فرماتے ہیں چنانچہ قرآن مجید میں بندوں کو بارگاہ الٰہی میں دعاء مانگتے وقت ایسے عجز وانکساری کی ہدایت فرمائی ہے۔

واذکر ربک فی نفسک تضرّعاً وخیفۃ. (سورۃ اعراف)

پس دعاء کرنے والے کو چاہیے کہ اپنے سوال کی اہمیت اور مسئول عنہ (باری سبحانہ وتعالیٰ) کی عظمت کے لحاظ سے اپنی دعاء میں سوز وگداز، عجز ونیاز، لجاجت وسماجت، وانکسار وافتقار اور اپنی شکستگی ودرماندگی، عاجزی، بے چارگی، بے بسی، بیکسی کا اظہار کرے۔

غرضیکہ دعاء میں غایت احتیاج اور نہایت اضطرار کی حالت اختیار کرنی چاہیے شکل وصورت کا اندازہ بھی عاجزانہ ہو اور الفاظ، کلمات بھی افتقار کے مناسب ہوں۔محض سوال اور دعاء کے الفاظ پر ہی اکتفاء نہ کیا جائے بلکہ دل بھی ساتھ ساتھ گریان ہو اور زبان اُس کی صحیح ترجمان ہو اور یہ دولت اہل اللہ کی صحبت ہی سے حاصل ہوسکتی ہے۔**وفی ذالک فلیتنافس المتنافسون.** (باقی صفحہ ۵۱)

قادیانیت

﴿مولانا شاہ عالم صاحب گورکھپوری، انڈیا﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱) ناظرین کرام! قادیانیت کے بارے میں نہ صرف یہ کہ دنیا کا اتفاق ہے بلکہ بانی قادیانیت بار بار اس کا اعتراف کرتا ہے کہ وہ انگریزوں کا کاشت کردہ پودا ہے۔ تاریخی شواہد بھی یہی بتاتے ہیں کہ انگریزوں کو کسی زمانہ میں ہندوستان پر اپنا قبضہ جمانے کے لیے جب مسلمانوں میں انتشار و افتراق پیدا کرنے کی ضرورت پڑی تھی تو ظلی بروزی نبی کی ایک نئی اصطلاح ایجاد کر کے اُنھوں نے "مرزا غلام احمد" کو نبی بنا دیا۔ قادیانیت کی ایک سو سال سے زائد کی تاریخ بھی اسی حقیقت کو اُجاگر کرتی ہے کہ دین اسلام تخریب کاری اور مکروفریب قادیانیت کا فطری مزاج وخمیر ہے۔ دیگر مذاہب کی طرح اُس کا اپنا کوئی مثبت ایجنڈا نہیں جس سے وہ پھلے پھولے۔ تو اس موقع پر ہمیں پوری سنجیدگی کے ساتھ اقوام عالم کو یہ باور کرانا چاہیے کہ کسی مذہب کے خلاف بغاوت، سازش اور جعل سازی وغیرہ خرابیوں سے مرکب اصولوں کے اگر کچھ لوگ پیروکار بن جائیں تو اپنی کج روی اور فطری خرابیوں کے باعث نہ وہ اپنے "مذہب" کا لفظ چسپاں کرنے کے حق دار ہیں اور نہ ہی وہ مذہبی ہمدردی ورواداری کے مستحق ہو جاتے ہیں۔

تخریب کاری خواہ کسی بھی نام سے ہو اور کسی کے خلاف ہو بہرصورت بری چیز ہے۔ ہمیں اقوام عالم کو پوری قوت کے ساتھ یہ ذہن نشین کرانا ہوگا کہ قادیانیت، محض پروپیگنڈے کے زور پر اس مکروہ برائی کو بھی خوشنما باور کرانے میں مصروف ہے۔ لہٰذا بڑی ناانصافی ہوگی اگر قادیانیت کو مذہب کا پاکیزہ نام بدنام کرنے کی اجازت دے دی جائے جس کی آڑ میں قادیانیت اقوام عالم سے ہمدردی کی بھیک مانگتی پھر رہی ہے۔ حق یہ ہے کہ قادیانیت نہ کوئی مذہب ہے اور نہ کسی مذہب سے اس کا ربط ہے وہ خالص انسانیت، صدق وصفائی امن وسکون، اور ہر اس خوبی کے لیے فتنہ ہے جس سے انسانیت کو عروج وترقی ملتی ہے۔

علماء اور صرف مسلم حکومتوں ہی نے نہیں، انگریزی حکومت سے لے کر آج تک کی غیر مسلم عدالتوں نے بھی بارہا قادیانیت کا مذہبی مکھوٹا تا تار کر کے اس کا مکروہ چہرہ۔ بے نقاب کیا، قادیانیوں نے لفظ مذہب کا دامن پھر بھی نہ چھوڑا۔ اور آج بھی یہی وہ لفظ ہے جس کے سہارے وہ اقوام عالم سے مراعات کی اور ہمدردی ورواداری کی بھیک مانگتے پھرتے ہیں اور بیشتر قومیں محض مغالطہ میں آ کر انہیں مذاہب کے خانہ میں شمار کرنے کی بنیاد پر مراعات ورواداری کی بھیک فراہم کر رہی ہیں۔ پہلے عالم عرب اور پھر دیگر اسلامی حکومتوں کے ذریعہ جب قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر انہیں جسد ملی سے

علیحدہ کاٹ پھینکا گیا تو قادیانیوں نے اپنی عافیت چونکہ اس میں سمجھ لی ہے کہ ازلی اسلام دشمن طاقتوں کے علاوہ دیگر اقوام ومذاہب کو بھی لفظ "مذہب" کے سہارے مغالطہ دیا جاسکتا اور اُن سے مراعات ہمدردی کا خوب فائدہ اُٹھایا جاسکتا ہے اس لیے اب ہمارے لیے بھی یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ قادیانیت کی قلعی اُن عنوانات وتعبیرات سے کھولی جائے جس سے اقوام عالم پر یہ واضح ہو کہ قادیانیت مذہب نہیں جعلسازی کا پلندہ ہے۔ مکروفریب کا دوسرا نام قادیانت ہے۔ کسی مذہب کے خلاف بغاوت اور تخریب کاری جیسے گھناؤنے فعل کو قادیانیت اور احمدیت کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

واضح رہے کہ ہمارے اکابر نے قادیانیوں سے متعلق جہاں کہیں لفظ مذہب استعمال کیا ہے تو بندہ نے جو کچھ سمجھا وہ یہ کہ اُن کا کبھی یہ منشاء نہیں رہا کہ قادیانیت کو مذہب مانا جائے بلکہ اُن کی کوشش اس لفظ سے ہمیشہ یہ رہی ہے کہ قادیانیت کو مذہب اسلام سے علیحدہ اور الگ تھلگ باور کرایا جائے اور یہ بتایا جائے کہ قادیانیت، اسلام میں سے نہیں بلکہ مذہب اسلام کا مدمقابل اور مذہب کے نام پر ایک علیحدہ باطل تحریک ہے لیکن اب جبکہ قادیانیت کا مذہب اسلام سے علیحدہ ہونا واضح کیا جاچکا اور قادیانی بھی اس لفظ کو اپنے مکروفریب کے لیے آڑ بنائے ہوئے ہیں تو انہیں مزید غلط فائدہ اُٹھانے کا موقع اب نہیں دیا جانا چاہیے۔

(۲) قادیانی رفاہی کاموں کی آڑ میں شکار کرتے ہیں ایک تو مسلمانوں کے دین وایمان کا سودا کرتے ہیں دوسرے یہ کہ اقوام عالم کی ہمدردیاں بھی اسی کی آڑ میں بٹورتے ہیں۔ رفاہی کاموں سے انسانی جذبات کا متاثر ہونا یقیناً ایک فطری امر ہے لیکن لوگ نہیں جانتے کہ قادیانیوں کے رفاہی کام مخلصانہ انسانی خدمات کے جذبہ کے تحت نہیں بلکہ منافقانہ انسانیت سوز فکر وخیالات کے تحت کسی مذہب کے خلاف تخریب کاری اور اپنی مکروہ پالیسیوں کی پردہ داری کے لیے ہوتے ہیں۔ اس سے یہودی لابی خوش ہو تو لیکن اب بھی دیگر بہت سے ایسے مذاہب ہیں جو خلوص ونفاق میں فرق کرنا جانتے ہیں۔ یقیناً جب وہ قادیانیت کو جان لیں گے تو ان کی ہمدردیاں خلوص ووفا کے ساتھ ہوں گی نہ کہ قادیانیت کے ساتھ۔

مذہب اسلام نے خلوص ووفا کے ساتھ رفاہی کاموں کے ذریعہ اسلام کی طرف راغب کرنے کے لیے واضح اشارات کیے ہیں اُسوہ نبی ﷺ بھی ہمارے سامنے ہے اس لیے حالات کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ رفاہی کاموں کا ایک مفید اور منصوبہ بند طریقہ کار اپنایا جانا چاہیے۔ تحفظِ ختم نبوت کے میدان میں کام کرنے والی جملہ تنظیمیں اس کے لیے اگر سر جوڑ کر بیٹھیں تو تقسیم کار کے ساتھ ملکی اور بین الاقوامی دونوں سطحوں پر اس مسئلہ کا آسان حل نکالا جاسکتا ہے۔

(۳) تحفظ ختم نبوت کے عنوان سے جتنی تنظیمیں ایک مقصد کے تحت عمل پیرا ہیں موجودہ حالات کے تناظر میں اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ہر تنظیم ایک دوسرے کے حالات، اشاعتی پروگرام، عملی جدوجہد اور دیگر امور سے مربوط اور واقف ہو۔ ذرائع ابلاغ اور میڈیا کے وسائل کو باہمی ربط کے ساتھ اپنی بساط کی حد تک اپنے کنٹرول میں لایا جائے

الیکٹرانک اور پرنٹ دونوں طرح کے میڈیا کے ذریعہ عوام وخواص تک اپنی مضبوط پہنچ بنائی جائے۔ بلاشبہ قادیانیت کے خلاف ہم ہر میدان میں سرگرم اور کامیاب ہیں لیکن اپنی کامیابی کو بھی ہم اقوام عالم تک تو دور خود عام مسلمانوں تک نہیں پہنچا سکتے ہمیں اس جانب توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

راقم سطور کی یہ چند گزارشات اور ذاتی خیالات ہیں گر قبول افتدز ہے عز و شرف!

نوٹ : مذکورہ بالا خیالات سے اگر آپ کو اتفاق ہے تو اخبارات ورسائل کے مدیر حضرات اپنی تازہ اشاعتوں میں اسے جگہ دے کر ممنون فرمائیں لیکن اشاعت ایم ٹی کے این۔ دیوبند خبر نامہ ہی کے حوالہ سے ہو تو بہتر ہے۔

والسلام

شاہ عالم گورکھپوری

ایڈیٹر ایم ٹی کے این۔ دیوبند

(۷ر ستمبر ۲۰۰۴ء خبر نامہ ایم ٹی کے این۔ دیوبند)

❀❀❀

وفیات

جامعہ کے فاضل برمنگھم انگلینڈ کے خطیب مولانا ضیاء المحسن صاحب کے والد صاحب ماہ ستمبر میں مختصر علالت کے بعد وفات پاگئے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت نیک اور دُعاء گو انسان تھے اس موقع پر اہلِ ادارہ مولانا کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے والد صاحب کی مغفرت فرما کر آخرت کے بلند ترین درجات عطاء فرمائے۔ آمین۔

❀

جامعہ اشرفیہ لاہور کے نائب مہتمم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب اشرفی مدظلہم کے چھوٹے بیٹے کی گزشتہ ماہ اچانک حالت بگڑنے کے بعد وفات ہوگئی انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ اس عظیم صدمہ پر مولانا اور دیگر پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کروائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین۔

❀❀❀

دہشت گرد کون؟ غدار کون؟

دہشت گردی کی وارداتوں میں قادیانیوں کے ملوث ہونے کا منہ بولتا ثبوت

رسول پور تارڑ سے ''را'' کا ایجنٹ دو ساتھیوں سمیت گرفتار

پنڈی بھٹیاں (نامہ نگار) رسول پور تارڑ سے بھارتی ایجنسی ''را'' کے مبینہ ایجنٹ کو اس کے دو ساتھیوں سمیت گرفتار کرلیا گیا ملزمان کے قبضہ سے دو ہینڈ گرنیڈ دو کلاشنکوفیں برآمد کی گئیں۔ بتایا گیا ہے کہ پکڑا جانا والا ایجنٹ مبشر احمد قادیانی ہے جبکہ اس کے خاندان کے دوسرے افراد فرار ہوگئے۔ اے ایس پی پنڈی بھٹیاں عمران محمود نے پریس کانفرنس میں بتایا کہ پولیس نے ایک خفیہ اطلاع پر رسول پور تارڑ میں چھاپہ مارا اور قادیانی مبشر احمد کو اس کے دو ساتھیوں ذوالفقار، ذکاء اللہ سمیت گرفتار کرکے ان کے قبضہ سے دو کلاشنکوف برآمد کرلیں، جس سے وہ دہشت گردی کی وارداتیں کرنا چاہتے تھے انہوں نے بتایا مبشر احمد کا خاندان جو کہ کھیتی باڑی کرتا ہے اس کی بہن کی شادی بھارت میں قادیانی حبیب احمد سے ہوئی تھی قادیانی حبیب احمد جو کہ ''را'' کا ایجنٹ ہے اور بھارت میں مقیم ہے اس سے مبشر احمد نے رابطہ قائم کررکھا تھا اور ہینڈ گرنیڈ بم اس نے آٹھ سالوں سے بوری میں پیک کرکے گھر میں چھپا رکھے تھے اور گرفتاری سے بچنے کے لئے کلاشنکوفوں کو اپنے دوستوں ذوالفقار، ذکاء اللہ کے پاس رکھا ہوا تھا وہ اپنے بہنوئی حبیب احمد کو بھارت میں معلومات فراہم کرتا تھا انہوں نے بتایا کہ مبشر احمد کا والد بشارت احمد اپنے خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ فرار ہوگیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ مبشر احمد نے دوران تفتیش بھی ''را'' کا ایجنٹ ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ (بتاریخ ۵/ستمبر ۲۰۰۴ء روزنامہ جنگ لاہور)

پنڈی بھٹیاں میں ''را'' کا قادیانی ایجنٹ اور دو ساتھی گرفتار، اسلحہ برآمد

گرفتار ہونے والوں میں مبشر احمد، ذوالفقار اور ذکاء اللہ شامل ہیں، مبشر کا بھارتی بہنوئی بھی قادیانی ہے

پنڈی بھٹیاں (نمائندہ خبریں) رسول پور تارڑ سے بھارتی ایجنسی را کا قادیانی ایجنٹ دو ساتھیوں سمیت گرفتار کرلیا گیا۔ ان کے قبضہ سے دو ہیڈ گرنیڈ اور دو کلاشنکوفیں برآمد ہوئیں۔ ایس پی پنڈی بھٹیاں عمران محمود نے گزشتہ روز پریس کانفرنس میں بتایا کہ ایک خفیہ اطلاع پر انہوں نے پولیس کی نفری کے ساتھ رسول پور تارڑ میں چھاپہ مار کر قادیانی مبشر احمد کو اس کے دو ساتھیوں ذوالفقار اور ذکاء اللہ سمیت گرفتار کرلیا۔ انہوں نے بتایا کہ قادیانی مبشر احمد کی بہن گوگی کی شادی گزشتہ دنوں بھارت میں قادیانی حبیب احمد سے ہوئی تھی جو را کا ایجنٹ ہے۔ اس نے مبشر احمد سے رابطہ قائم کررکھا تھا۔ گرنیڈ بم اس نے آٹھ سال سے بوری میں چھپا رکھے تھے اور گرفتاری سے بچنے کے لئے کلاشنکوفوں کو اپنے دوستوں ذوالفقار، ذکاء اللہ کے پاس رکھا ہوا تھا۔ مبشر احمد اپنے بہنوئی حبیب احمد کو معلومات فراہم کرتا تھا۔ انہوں نے بتایا مبشر کا والد بشارت اور خاندان کے دیگر افراد فرار ہوگئے ہیں۔ مبشر احمد نے دوران تفتیش را کا ایجنٹ ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ اے ایس پی نے بتایا پندرہ روز تک ہم دہشت گردوں کے نیٹ ورک کا پتہ چلالیں گے۔ (بتاریخ ۵/ستمبر ۲۰۰۴ء روزنامہ ''خبریں'' لاہور)

دینی مسائل

﴿ سجدہ تلاوت کا بیان ﴾

نماز میں آیتِ سجدہ پڑھنے کے مسائل :

اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھے تو وہ آیت پڑھنے کے بعد فوراً نماز ہی میں سجدہ کر لے پھر باقی سورت پڑھ کے رکوع میں جائے۔ اگر اس آیت کو پڑھ کر فوراً سجدہ نہ کیا اُس کے بعد دو یا تین آیتیں اور پڑھ لیں تب سجدہ کیا تو یہ بھی درست ہے اگر اس سے بھی زیادہ پڑھ گیا تب سجدہ کیا تو سجدہ تو ادا ہو گیا لیکن گناہ گار رہوا۔

مسئلہ : اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی اور نماز ہی میں سجدہ نہ کیا تو اُس نماز کے بعد سجدہ کرنے سے ادا نہ ہوگا ہمیشہ کے لیے گناہگار رہے گا۔ اب سوائے توبہ استغفار کے معافی کی اور کوئی صورت نہیں۔

مسئلہ : سجدہ کی آیت پڑھ کے اگر فوراً رکوع میں چلا جائے اور رکوع میں یہ نیت کرے کہ میں سجدہ تلاوت کی طرف سے بھی یہی رکوع کرتا ہوں تب بھی وہ سجدہ ادا ہو جائے گا۔ اور رکوع میں یہ نیت نہیں کی تو رکوع کے بعد جب سجدہ کرلے گا تو اسی سجدہ سے سجدہ تلاوت بھی ادا ہو جائے گا چاہے کچھ نیت کرے چاہے نہ کرے۔

مسئلہ : اگر امام سجدہ کی آیت پڑھے اور سجدہ تلاوت کرے تو مقتدی بھی اس کے ساتھ سجدہ کریں خواہ جہری نماز ہو یا سری نماز ہو۔

مسئلہ : امام کو چاہیے کہ رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت نہ کرے کیونکہ اگر وہ رکوع میں نیت کرے گا اور مقتدیوں کو علم نہ ہو کہ اس نے سجدہ کی آیت تلاوت کی ہے تو مقتدیوں کے نیت نہ کرنے کی وجہ سے ان کا سجدہ تلاوت رہ جائے گا۔ اس لیے امام کو چاہیے کہ وہ جب آیتِ سجدہ پڑھ کر رکوع کرے تو یا تو سجدہ تلاوت کی سرے سے نیت سے نہ کرے یا نماز کے سجدہ میں اس کی نیت کرلے تاکہ مقتدیوں کا سجدہ تلاوت بھی اس کے ضمن میں ادا ہو جائے۔

مسئلہ : اگر کوئی شخص کسی امام سے آیت سجدہ سنے اور اس کے بعد اس کی اقتداء کرے تو اس کو امام کے ساتھ سجدہ کرنا چاہیے اور اگر امام سجدہ کر چکا ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ جس رکعت میں آیت سجدہ کی تلاوت امام نے کی ہو وہی رکعت اگر اس کو مل جائے تو اس کو سجدہ کی ضرورت نہیں۔ اس رکعت کے مل جانے سے سمجھا جائے گا کہ وہ سجدہ بھی مل گیا۔ دوسرے یہ کہ وہ رکعت نہ ملے تو اس کو نماز پوری کرنے کے بعد خارج نماز میں سجدہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ : مقتدی اگر امام کے پیچھے آواز سے آیت سجدہ پڑھ دے تو سجدہ واجب نہ ہوگا نہ اُس پر نہ اُس کے امام

پر، نہ اُن لوگوں پر جو اس نماز میں شریک ہیں۔ ہاں جو اس نماز میں شریک نہیں، خواہ وہ لوگ نماز ہی نہ پڑھتے ہوں یا کوئی دوسری نماز پڑھ رہے ہوں تو اُن پر سجدہ واجب ہوگا۔

مسئلہ : اگر سورہ فاتحہ کے بعد کوئی آیت نہ پڑھے صرف سجدہ کی آیت پڑھے تو اس میں کچھ حرج نہیں لیکن وہ انہی لیکن وہ اتنی بڑی ہو کہ چھوٹی تین آیتوں کے برابر ہو اور بہتر یہ ہے کہ سجدہ کی آیت کو دو ایک آیت کے ساتھ ملا کر پڑھے یہی حکم نماز کے باہر بھی ہے۔

مسئلہ : نماز پڑھنے میں کسی اور سے سجدے کی آیت سنے تو نماز میں سجدہ نہ کرے بلکہ نماز کے بعد کرے۔ اگر نماز ہی میں کرے گا تو وہ سجدہ ادا نہ ہوگا پھر کرنا پڑے گا اور گناہ بھی ہوگا۔

مسئلہ : اگر نماز میں سجدہ کی ایک ہی آیت کو کئی دفعہ پڑھے تب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے سب دفعہ پڑھ کے اخیر میں سجدہ کرے یا ایک دفعہ پڑھ کے سجدہ کر لیا پھر اسی رکعت میں یا دوسری رکعت میں وہی آیت پڑھے۔

مسئلہ : جمعہ اور عیدین اور آہستہ آواز کی نمازوں میں آیت سجدہ نہ پڑھنا چاہیے اس لیے کہ سجدہ کرنے میں مقتدیوں کے اشتباہ کا خوف ہے۔

مسئلہ : اگر نماز میں آیت سجدہ پڑھی لیکن سجدہ کرنا بھول گیا پھر سلام کے بعد یاد آیا تو سجدہ تلاوت کر کے التحیات دوبارہ پڑھے پھر سجدہ سہو کر کے حسب قاعدہ نماز پوری کرے۔ اگر قعدہ اخیرہ میں سلام سے پہلے یاد آجائے تب بھی سجدہ تلاوت کر کے قعدہ بھی دوبارہ کرے اور سجدہ سہو بھی کرے۔ (جاری ہے)

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جا رہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرما دیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

عالمی خبریں

مسلمانوں کب تک سوتے رہوگے

واشنگٹن (اے پی پی) امریکی وزیرِ خارجہ کولن پاول نے مشرقِ وسطیٰ کے بارے میں کہا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ دنیا کا وہ حصہ جس نے ہمیں حروفِ تہجی، علم الاعداد، حساب کا علم اور بہت کچھ دیا وہ دنیا میں بہت پیچھے رہ گیا ہے۔ واشنگٹن پوسٹ کو انٹرویو دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بہت سے لوگوں نے عرب دنیا کی ترقی پر تجزیاتی رپورٹیں لکھی ہیں اور جنہوں نے نشاندہی کی ہے کہ دنیا کے اس حصے کو اتنا غریب نہیں ہونا چاہیے تھا اور اسے اقتصادی ترقی، ادب اور سائنسی علوم کے حوالے سے دنیا میں اتنا پیچھے نہیں رہنا چاہیے تھا۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور 20 ستمبر 2004ء)

اور دماغ کو کون آگاہ کرتا ہے؟..................اللہ

ڈنگہ (نامہ نگار) ہر آدمی سوچتا ہے کہ سوتے میں وہ اتنی زیادہ کروٹیں بدلتا ہے تو وہ اپنے بستر سے نیچے گر کیوں نہیں جاتا۔ اس کا جواب ماہرین نے ایک حالیہ تحقیق کے بعد دیا ہے، ماہرین کا کہنا ہے کہ جب ہم سو رہے ہوتے ہیں تو اُس کے باوجود ہمارا دماغ کسی حد تک جاگ رہا ہوتا ہے اور اُسے اردگرد کے ماحول کی کچھ کچھ خبر ہوتی ہے۔ دماغ کو علم ہوتا ہے کہ ہمارا بستر کتنا بڑا ہے اور ہمارا جسم کس حد تک کروٹیں بدل سکتا ہے۔ جب ہم سوتے سوتے بستر کے کنارے کے قریب پہنچتے ہیں تو ہمارا دماغ ہمارے جسم کے پٹھوں کو خطرہ کی اطلاع دیتا ہے تو ہم اپنا رخ تبدیل کر لیتے ہیں۔ لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ اگر ہم نشہ کے عادی ہوں یا کسی دوسرے کے بستر میں سو رہے ہوں تو ہمارا دماغ ہمیں بستر سے گرنے کے خطرے سے بچانے کے لیے اپنی ڈیوٹی سرانجام نہیں دے سکے گا۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور 20 اکتوبر 2004ء)

اخبار الجامعہ

جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور

۲۵ ستمبر/ ۹ رشعبان المعظم بروز ہفتہ دورہ صرف ونحو کا آغاز ہوا، ملک کے چاروں صوبوں سے آنے والے طلباء کی تعداد آٹھ سو کے لگ بھگ تھی، دورہ کا اختتام ۲۷ رشعبان کو ہوا، والحمدللہ۔

۳ راکتوبر کو جناب حافظ مجاہد صاحب اور اُن کے بھائی جناب چودھری جاوید صاحب کراچی سے تشریف لائے۔ جامعہ مدنیہ جدید آمد ہوئی، تعلیمی وتعمیری ترقی دیکھ کر بہت خوشی ومسرت کا اظہار کیا۔

۳ راکتوبر ہی کو جامعہ مدنیہ جدید کے ماسٹر پلان کے سلسلے میں جناب خرم کرامت صاحب اور امجد چغتائی صاحب سے اہم مشاورت ہوئی۔

۷ راکتوبر کو ہندوستان سے حضرت مولانا ارشد صاحب مدنی مدظلہم شام 6:15 بجے کے جہاز سے تشریف لائے۔ ہوائی اڈہ سے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم اور اساتذہ واراکینِ جامعہ جدید اور مقامی ذمہ دارانِ جمعیت علماء اسلام کی معیت میں حضرت سید ھے جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ تشریف لائے اور بعد عشاء جامعہ مدنیہ جدید کے طلباء اور بڑی تعداد میں جمع ہونے والے مہمانانِ گرامی سے خطاب فرمایا۔ ان کے خطاب سے پہلے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے افتتاحی بیان کیا، مفتی جمیل خان صاحب " بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔

۱۲ راکتوبر کو حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کے صاحبزادے جناب مولانا قاضی ظہور حسین صاحب اپنے رفقاء کے ہمراہ بعد مغرب تشریف لائے مہتمم صاحب سے ملاقات کی اور کچھ دیر بعض اہم امور پر گفتگو ہوئی۔

۱۳ راکتوبر کو جامعہ مدنیہ جدید میں ۹ رشعبان المعظم کو شروع ہونے والے دورۂ صرف ونحو کا اختتام ہوا، مولانا سید محمود میاں صاحب نے الوداعی خطاب فرمایا۔

حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب مہتمم جامعہ مدنیہ جدید ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتہ کو عصر کی نماز کے بعد بمقام A-537 فیصل ٹاؤن نزد جناح ہسپتال مستورات کو حدیث شریف کا درس دیتے ہیں۔ خواتین کو شرکت کی عام دعوت ہے۔ (ادارہ)

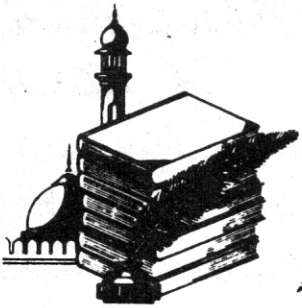

تبصرے کے لیے ہر کتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں۔

تقریظ و تنقید

مختلف تبصرہ نگاروں کے قلم سے

خوبصورت ٹائیٹل میں ملبوس خوبصورت کتاب "تحریکِ احمدیت یہودی وسامراجی گٹھ جوڑ" (Ahmadia Movement-British Jewish Connections) جناب بشیر احمد صاحب کی انگریزی تالیف ہے جس کا اُردو ترجمہ جناب احمد علی ظفر صاحب نے کیا ہے۔

قادیانی اپنے عقائد کے لحاظ سے ایسا گروہ ہیں جنہوں نے اسلام کے اساسی عقائد سے انحراف کر کے اس میں نقب لگائی ہے۔ کچھ عرصہ یہ سمجھا جاتا رہا کہ قادیانی مسلمانوں کے اندر کوئی فرقہ ہیں۔ لیکن یہ حقیقت بہت جلد کھل گئی کہ یہ یہود و نصاریٰ سے بھی بدتر گروہ ہے جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اُمتِ مسلمہ کو سیاسی لحاظ سے ہزیمت سے دوچار کرنا چاہتا ہے۔ دنیا بھر میں ان کے اہداف یکساں ہیں یہ بڑی مکاری سے اسلام کا نام لے کر صیہونی تحریک سے وابستگی اختیار کر کے مسلمانوں کے خلاف حالتِ جنگ میں ہیں۔ یہ دعوٰی سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، آغا شورش کاشمیری اور دیگر اکابرینِ احرار و ختم نبوت کرتے رہے۔ جب کہ اس کتاب کی اشاعت سے اُن کے اس دعوٰی کے ایسے ناقابلِ تردید ثبوت سامنے آگئے ہیں کہ اب اس کا انکار ممکن نہیں رہا۔

مصنف نے قادیانیوں کے مکروہ چہرے سے اس طرح نقاب نوچ لیا ہے کہ اُن کا اصل چہرہ سامنے آگیا ہے تاریخی حقائق کو ایسے مرتب اور دلنشیں انداز میں بیان کیا ہے کہ چند ابواب پڑھنے کے بعد ہی قاری یہ اندازہ لگالیتا ہے کہ :

☆ قادیانی اور صیہونی تحریک دونوں جڑواں تحریکیں ہیں جو برطانوی استعمار کے زیرِ سایہ پروان چڑھیں۔

☆ ان دونوں کی بنیاد مسلمانوں کے خلاف بغض و عداوت پر ہے۔

☆ قادیانیوں نے کئی مسلم ممالک کے خفیہ دورے کیے۔ خفیہ مراکز قائم کیے اور اُن کے راز و معلومات اسرائیل و برطانیہ تک پہنچائیں۔

☆ تبلیغ و اشاعت کے نام سے سادہ لوح مسلمانوں کو ہمنوا بنانے کے لیے اپنے اصلی مقاصد چھپائے۔

☆ وہ پاکستان کے ساتھ کبھی مخلص نہیں رہے۔انہوں نے ہمیشہ پاکستان کے اندر اسرائیل کی طرز پر اپنی ریاست قائم کرنے کے خواب دیکھے۔

قادیانیوں کے اسرائیل و برطانیہ سے روابط اور اُن کے مقاصد کے حصول کے لیے اُن کے آلہ کار کے بطور کام کرنے کے ناقابلِ تردید حوالوں پر مشتمل کتاب کا ترجمہ اس خوبی و مہارت کے ساتھ کیا گیا ہے کہ کہیں بھی یہ احساس نہیں ہوتا کہ اصل کتاب انگریزی زبان میں ہے۔عنوانات اور واقعات کی ترتیب کے لحاظ سے بھی کوئی اُلجھاؤ نہیں۔جابجا ثبوت کے لیے حوالے درج کیے گئے ہیں عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ کتب کے حوالوں سے کتاب ثقیل ہو جاتی ہے اور ترجمے میں بھی بعض پیچیدہ اور بوجھل الفاظ سے کام چلانا پڑتا ہے ان ہر دو خامیوں سے مبرا کتاب کا اندازِ ترتیب و ترجمہ ایسا ہے کہ کہیں بھی اُکتاہٹ اور بوجھ محسوس نہیں ہوتا۔

سلیس اور ہلکے پھلکے انداز میں قادیانیوں کے پیچیدہ اور دجالی کردار کو سمجھا دیا گیا ہے۔

روزانہ ہزاروں کتابیں چھپتی ہیں ان میں معیاری بھی ہوتی ہیں اور غیر معیاری بھی،اس گرانی کے دور میں قاری کے لیے ہر کتاب پڑھنے کی سفارش کرنا بہت ہی مشکل ہے لیکن خیال یہ ہے کہ ہر مذہبی و سیاسی کارکن کا مطالعہ اس کتاب کے بغیر ادھورا اور نامکمل ہی ہے۔

خوبصورت خوشنما ظاہری و اندرونی خوبیوں سے آراستہ ہونے کے باوجود ہزار صفحات پر مشتمل اس کتاب کی قیمت ۳۰۰ روپے ہے جو انتہائی مناسب ہے۔

❁❁❁

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے (ادارہ)

❁❁❁